

١٣١٨ هـ

قوارع القهار

على المجمسة الفجّار

المعروف بـ ضرب قماري

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ



ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 صفحیں جلدیوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاؤشوں سے اونلائن پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتہک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاوں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مسامی جیلے کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاً حم الہ احسن الجزاء

قوارع القہار علی الجسمة الفجّار

(جمیت باری تعالیٰ کے قائل فاجروں پر
قہر فرانے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے سخت مصیبتوں)

ملقب بلقب تاریخی

ضرب قہاری

۱۳ ھ ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحنک یا من تعالیٰ عما یقول الجسمة
الظالمون علو اکبیرا ۃ صلوا
سلمو بارک علی من آتانا
بشيرا نذیرا ۃ داعیا الیک باذنک
سراحجاً منیرا ۃ وعلی الله
وصحابته و اهله سنتہ و جماعتہ
کثیرا کثیرا ۃ

پاک ہے تو اس وہ ذات جو بلند تریں ہے اس
بات سے جو جسم ثابت کرنے والے نالم لوگ
کئے ہیں۔ رحمت، سلامتی اور برکت فرمائیں
شخصیت پر جو ہمارے پاس بشیر و نذیر بن کر
تشریف لائے اور تیری طرف دعوت دینے والے
تیرے حکم سے روشن چراغ ہیں اور ان کی آل و
صحابہ و اہلسنت و جماعت پر کثرت درکثرت

سے۔ (ت)

اللہ عز و جل کی تمزییں اہلسنت و جماعت کے عقیدے

- (۱) اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقشان سے پاک ہے۔
- (۲) سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج

نہیں رکھتا۔

(۳) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔

(۴) اس میں تغیر نہیں آ سکتا اzel میں جیسا تھا ویسا ہی اب ہے اور ویسا ہی جیسیہ تہشیہ رہے گا، کیجی نہیں ہو سکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدلت کر اور حالت پر ہو جائے۔

(۵) وہ جسم نہیں جسم والی کسی چیز کو اس سے لگاؤ نہیں۔

(۶) اُسے مقدار عارض نہیں کہ اتنا یا اتنا کہہ سکیں، لمبا یا چوڑا یا دلدار یا موڑا یا پستہ یا بہت یا سخوار یا گنتی یا توں میں بڑا یا چھوٹا یا بھاری یا بلکا نہیں۔

(۷) وہ شکل سے منزہ ہے، پھیلا یا سٹھنا، گول یا لمبا، تکونا یا چوکھونا، سیدھا یا ترچا یا اور کسی صورت کا نہیں۔

(۸) حد و طرف و نہایت سے پاک ہے اور اس معنے پر نامحدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنے کہ وہ مقدار وغیرہ تمام عراض سے منزہ ہے، غرض نامحدود کہنا نفی حد کیلئے ہے نہ اثبات بے مقدار بے نہایت کے لئے۔

(۹) وہ کسی چیز سے بنا نہیں۔

(۱۰) اس میں اجزا ایسا حصہ فرض نہیں کر سکتے۔

(۱۱) جنت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اُسے دہنے باسیں یا نیچے نہیں کہہ سکتے یونہی جنت کے معنے پر آگے بیچے یا اور پر بھی ہرگز نہیں۔

(۱۲) وہ کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔

(۱۳) کسی مخلوق سے جُدا نہیں کہ اُس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔

(۱۴) اُس کے لئے مکان اور جگہ نہیں۔

(۱۵) اُس نے، بیٹھنے، اُترنے، چڑھنے، چلنے، مٹھرنے وغیرہ تمام عراض جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔

محل تفصیل میں عقائد تحریکیے شمارہ ہیں۔ یہ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکور ہوئے اور ان کے سوا ان جملہ مسائل کی اصل ہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکور ہوئے اور ان میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولیٰ ہے کہ تمام مطابق یہیہ کا حاصل و خلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عز وجل کی تسبیح و تقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثلی و بے نظری ارشاد

ہوئی آیات تسبیح خود کس قدر کثیر و افریبیں، و قال تعالیٰ، الْمَلِكُ الْقَدُوسُ السَّلَامُ يَا وَشَاهِ نَهَايَةِ بَرَكَاتِكَ
وَالاَمْرِ عَزِيزٌ سَلَامٌ، وَقَالَ تَعَالَى، فَإِنَّ اللَّهَ عَنِ الْعَلَمِينَ بَعْدَ شَكِ الدُّسَارِ بَعْدَ جَمَلَكَ سَعَى
بَعْدَ نِيَازِكَ بَعْدَ، وَقَالَ تَعَالَى، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ بَعْدَ شَكِ الشَّرِیْبِ بَعْدَ پُرِّواهِ سَبْبِ خُوبِونِ سَرِّا،
وَقَالَ تَعَالَى، لَيْسَ كَمُثْلِهِ شَيْءٌ أَسْكَنَكَ مُثْلَكَ كَوْنَیْچِرِنِیْسِ، وَقَالَ تَعَالَى، هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَعْیًا كَيْ تَوْ
جَانَتْكَ بَعْدَ اسْكَنَكَ كَوْنَیْ، وَقَالَ تَعَالَى، وَلَوْ يَكُنْ لَهُ كَفْوًا أَحَدٌ أَسْكَنَكَ جُورَكَ كَوْنَیْ نَهِيْسِ۔
ان مطالب کی آئین صدیا ہیں، یہ آیات محکمات ہیں، یہ اُم الکتاب ہیں، ان کے معنے میں کوئی خفا و
اجمال نہیں، اصول و دقت واشکال نہیں جو کچھ ان کے صریح لفظوں سے پہ پرداہ روشنی و ہویدا ہے
بے تغیر و تبدیل یہ تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے، و بالآخر التوفیق۔

آیات مشابہات کے باب میں اہلسنت کا اعتقاد

قالَ اللَّهُ تَعَالَى (اللَّهُ تَعَالَى نَفَرَ بِهِ فَرِيَادًا)،

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ
مِنْهُ أَيْتَ مُحْكَمٌ هُنْ أَمْ الْكِتَابُ وَ
أَخْرَى مُتَشَبِّهُتُ طَفَالًا الَّذِينَ فَ
قْلُوْبُهُمْ نَرِيَّةٌ فَيَتَبَعُونَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفَتْنَةِ وَابْتِغَاءَ
تَاوِيلِهِ ۖ وَمَا يَعْلَمُ
تَاوِيلُهِ إِلَّا اللَّهُ مَوْلَانَا سَخْوُنَ
فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ
أَمْتَابُهُ كُلُّ مُتَّعَنِّ
سَبَّاتَهُ وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا

(موقع القرآن میں اس کا ترجمہ یوں ہے:)
وَهِيَ هُنْ جَسْ نَفَرَ بِهِ فَرِيَادًا
آئِتَنَیں پُچَی ہیں سو جُرُپُیں کتاب کی، اور دوسری
ہیں کئی طرف ملتی۔ سو جن کے دل ہیں پھرے ہوئے
وہ لگتے ہیں ان کے دھبَّ وَالْيَوْنِ سے۔ تلاش
کرتے ہیں مگر ابھی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل
بِلْمَحَافِنِ، اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے
اللَّهُ كَيْ. اور جو مضبوط علم والے ہیں سوکتے
ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب کچھ ہمارے رب
کی طرف سے ہے، اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں

۹۶/۳	۲۳/۵۹	الْقَرآنُ الْكَرِيمُ
۱۱/۳۲	۲۶/۳۱	كَه
۳/۱۱۲	۶۵/۱۹	كَه

اول الالباب^۵

جن کو عقل ہے۔

اور اس کے فائدے میں لکھا:

اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنے صاف
نہیں کھلتے تو جگراہ ہو ان کے معنے عقل سے لگنے پڑتے اور جو مضبوط علم رکھے وہ انکے
معنے اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو جڑ کتاب کی ہے اس کے موافق سمجھا پائے تو سمجھے اور
اگر نہ پائے تو اللہ پر چھوڑ دے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے انتہا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اپاراہے ہدایت فتنے
اور بندول کو جانچنے آزمائے کو، یفضل بہ کشیدا ویهدی بہ کشیدا اسی قرآن سے ہمتوں کو جگراہ
فرمائے اور بہتر وہ کو راہ دکھائے۔ اس ہدایت و ضلالات کا بڑا منشاء قرآن عظیم کی آیتوں کا دو قسم
ہونا ہے: محکمات جن کے معنے صاف ہے وقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بنی نیازی و بنے مثل کی
آیسیں جن کا ذکر اور گزرا، اور دوسری مشابہات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے کچھ سمجھی
نہیں آتا جیسے حروف مقطعات السو وغیرہ یا جو کچھ میں آتا ہے وہ اللہ عز وجل پر محال ہے جیسے
الرحمٰن علی العرش استوی^۶ (وہ بڑا ہمراہ اس نے عرش پر استوار فرمایا۔ ت) یا
شم استوی علی العرش^۷ (پھر اس نے عرش پر استوار فرمایا۔ ت) پھر جن کے دلوں میں
کجی و مگر اہی تھی وہ تو ان کو اپنے ذہب کا پاکر ان کے ذریعے بے علموں کو بہکانے اور دین میں فتنے
پھیلانے لگتے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے اللہ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ہٹھر
گیا ہے۔ اور آیاتِ محکمات جو کتاب کی جڑ تھیں ان کے ارشادوں سے بھلا دئے حالانکہ قرآن عظیم
میں تو استوار آیا ہے اور اس کے معنے چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا ہونا کچھ ضرور نہیں یہ تو تھماری اپنی

لہ القرآن الکریم ۳/۴

لہ موضع القرآن ترجمہ و تفسیر شاہ عبدال قادر ۱۲۱ تاج مکتبی لاہور ص ۶۲

۷ " " " " " " " " " " " " " " " "

لہ القرآن الکریم ۲۶/۲

۸ " " " " " " " " " " " " " " " "

لہ القرآن الکریم ۵/۲۰

۹ " " " " " " " " " " " " " " " "

لہ " " " " " " " " " " " " " " " "

لہ " " " " " " " " " " " " " " " "

بمحبہ ہے جس کا حکم خدا پر لگا رہے ہو ما انزل اللہ بہا من سلطنت^۷ (اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہ فرمائی۔ ت) اگر بالفرض قرآن مجید میں یہی الفاظ چڑھنا، بیٹھنا، ٹھہرنا آتے تو قرآن یہی کے حکم سے فرض قطعی تھا کہ انھیں ان ظاہری معنی پر نسبتموجو جوان لغظوں سے ہمارے ذہن میں آتے ہیں کہ یہ کام تو اجسام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جسم نہیں مگر یہ توگ اپنی گمراہی سے اسی معنی پر جم گئے انھیں کو قرآن مجید نے فرمایا؛

الذیت فی قلوبہم نَیْغٌ۔ اُن کے دل چھرے ہوئے ہیں۔

اور جو لوگ علم میں پچے اور اپنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعاً ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان و جم و اعراض سے پاک ہے بیٹھنے، چڑھنے، بیٹھنے سے منزہ ہے کریم سب باتیں اس بے عیب کے حق میں عیب ہیں جن کا بیان انشا اللہ المستعان عنقریب آتا ہے اور وہ ہر عیب سے پاک ہے ان میں مخلوقی عرش کی طرف حاجت نکلے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے ان میں مخلوقات سے مشابہت ثابت ہو گی کہ اٹھنا، بیٹھنا، چڑھنا، اترنا، سرکنا، ٹھہرنا اجسام کے کام ہیں اور وہ ہر شاہد خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لغظوں کے ظاہری معنے جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہرگز مراد نہیں، پھر آخرون یہ کیا لیں۔ اس میں یہ ہدایت والے دروش ہو گئے۔ اکثر نے فرمایا جب یہ ظاہری معنے قطعاً مقصود نہیں اور تاویل مطلب تعین و مدد و نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں، یہی بہتر کہ اس کا علم اللہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات مشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا اور ان کی تعین مراد میں خوض کرنے کو گراہی بتایا تو ہم حدیتے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے حصے پر تقاضت کریں کہ امتاہہ کل من عند سبنا جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے حکم مشاہر سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔ یہ مذہب جموروالہ سلف کا ہے اور یہی اسلام و اولیٰ ہے، اسے مسکب تغولیض و تسليم کہتے ہیں۔ ان ائمہ نے فرمایا استواء معلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور کیف مجبول ہے کہ اس کے معنے ہماری سمجھ سے درا رہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے پخت

ہے کہ سوال نہ ہو گا مگر قیمین مراد کے لئے اور تعین مراد کی طرف را نہیں اور بعض نے خیال کیا کہ جب اللہ عزوجل نے حکم تشاہید دو قسمیں فرمائے حکمات کو ہت ام الحکمۃ فرمایا کہ وہ کتاب کی جڑ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے تو آئیے کہیر نے تاویل مشابہات کی راہ خود بتا دی اور ان کی تھیک معیار ہمیں سُجَادَی کہ ان میں وہ درست و پاکیزہ احتمالات پسدا کرو جن سے یہ اپنی اصل یعنی حکمات کے مطابق آجائیں اور فتنہ و ضلال و باطل و محال راہ نہ پائیں۔ یہ ضرور ہے کہ اپنے نکالے ہوئے متنے پر قین نہیں کر سکتے کہ اللہ عزوجل کی یہی مراد ہے مگر جب متنے صاف و پاکیزہ ہیں اور مخالفت حکمات سے برقی و منزہ ہیں اور محاورات عرب کے لحاظ سے بن بھی سکتے ہیں تو احتمالی طور پر بیان کرنے میں کیا حرج ہے اور اس میں نفع یہ ہے کہ بعض عوام کی طبائع صرف اتنی بات پر مشکل سے قناعت کریں کہ ان کے متنے ہم کچھ نہیں کہ سکتے اور جب اُنھیں روکا جائے گا تو خواہ مخواہ ان میں فکر کی اور حرص بڑھے گی، اُن ایت ادم لحریص علی ما منع یہ انسان کو جس چیز سے منع کیا جائے وہ اس پر حریص ہوتا ہے۔ (ت)

اور جب فکر کریں گے فتنے میں پڑیں گے گراہی میں گریں گے، تو یہی انسب ہے کہ ان کی افکار ایک مناسبہ ملام معنی کی طرف کر حکمات مطابق محاورات سے موافق ہوں پھر دی جائیں کہ فتنہ و ضلال سے نجات پائیں، یہ مسلک بہت علمائے متاخرین کا ہے کہ نظر بحال عوام اسے اختیار کیا ہے اسے مسلک تاویل کھتیں یہ علماء بوجوہ کثیرہ تاویل آیت فرماتے ہیں ان میں چار و جمیں نقیس واضح ہیں:

اول استرار مبنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ تمام مخلوقات پر قاہر و غالب ہے۔

عَدْ سِوَاهَا الطَّبَرَانيَّ نَفَرَ رَوَى أَنَّ طَرِيقَهُ الْدِيلِيَّ
عَنْ أَبْنَى عَمِرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کو طبرانی نے روایت کیا اور طبلی نے طبرانی کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)

دوہر استوار بمعنی علوٰ ہے، اور علوٰ اللہ عز وجل کی صفت ہے نہ علوم کان بلکہ علوم الکیت و سلطان۔ یہ دونوں معنے امام بیہقی نے کتاب الاسما و الصفات میں ذکر فرمائے جس کی عمارت عنقریب آتی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سومہ استوار بمعنی قصد و ارادہ ہے، ثالثہ استوی علی العرش یعنی پھر عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع کی، یہ تاویل امام الہست امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسماعیل ضریر نے فرمایا، انه الصواب لہی صحیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان (اس کو امام جلال الدین سیوطی نے اتفاق میں نقل کیا ہے۔ ت)

عہ قاله الفراء والاشعری وجماعة اهل المعاشر
ئہ قال بعدہ تعدادہ بعلی ولوکات کما
ذکروہ لتعدی بالف کما ف
قولہ تعالیٰ ثم استوی علی^۱
السماء و قیہ ان حروف المعانی
تنوب بعضها عن بعض بعض کما
نص عليه فی الصحاح وغيرها و
قد روی الامام البیہقی فی کتاب الاسما
والصفات عن القرآن تقول كان مقبلا
علی فلان ثم استوی علی یشامی
والي سواء علی معنی اقبل الم
وعلى ۱۲ من

فَارِ، اشْعُرِي اور اہلِ معانِی کی ایک جماعت کا
یہ قول ہے، پھر امام سیوطی نے کہا کہ یہ قول
اس کے علی کے ساتھ متعدد ہونے سے
بعید ہے اگر مطلب وہی ہوتا جو انہوں نے
ذکر کیا ہے تو یہ الی کے ساتھ متعدد ہوتا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ثم استوی الی السماء"
میں ہے، مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ حرف ایک درجہ
کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ صحاح وغیرہ میں
اس نص کی گئی ہے اور امام بیہقی نے کتاب الاسما
والصفات میں فرانسے روپ مکمل ہے مثلاً تو کہ کردہ فرانس
کی طرف متوجہ تھا پھر وہ مجھے بر ایجاد کئے ہوئے ہیں
متوجہ ہوا یعنی چاہے استوی الی کے یا استوی علی
دونوں برابر ہیں ۱۲ منہ (ت)

۱- الاتقان فی علوم القرآن النوع الثالث والاربعون فی الحكم والمتباہہ دار احیا الراث العربی بیروت ۱۹۰۵

۲- کتاب الاسما و الصفات بابا جام فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش سہوی المکتبۃ الٹریہ سانکلم ہل شیخو پورہ ۱۹۵۳

چھ اس مر استوار بمعنی فراغ و تمامی کار ہے لیعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اُس سے باہر کوئی چیز نہ پاتی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا دائرہ عرش سے باہر نہیں کروہ تمام مخلوق کو حاوی ہے۔ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو۔ استوار بمعنی تمامی خود قرآن عظیم میں ہے، قال اللہ تعالیٰ:

فَلَمَّا بَلَغَ أَشْدَادَهُ وَاسْتَوَىٰ لَهُ - جب اپنی وقت کے زمانے کو پہنچا اور اُس کا شباب پورا ہوا۔

اسی طرح قول تعالیٰ:

كَرِمْ رَعْ اخْرَجَ شَطَأَهُ فَأَنْرَاهُ فَاسْتَغْلَظَ
جَيْسَيْ پُوَادَا كَ اسْ كَانْ خُوشَ نَكْلَا تو اسْ كَوْ بُوْ جَلْ كَيَا
فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقَهُ
تو وَهُ مُوْطَنَا ہُوا تو وَهُ اپْنَى تَنْيَهُ پَرْ درست
ہوا۔ (ت)

میں استوار حالت کمال سے عبارت ہے، یہ تاویل امام حافظ الحدیث ابن المجز عسقلانی نے امام ابوالحسن علی بن حلفت ابن بطآل سے نقل کی اور یہ کلام امام ابو طاہر قرق وینی کا ہے کہ راجح ہتعقول میکھا فادہ فرمایا، اور امام عبد الوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت میں منقول۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اس کے سوایہ ہے کہ قرآن عظیم میں یہ استوار سائیں جگہ مذکور ہوا، ساتوں جگہ ذکر آفرینش آسمان و زمین کے ساتھ اور بلا قصل اُس کے بعد ہے، سورہ اعراف و سورہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرمایا:

ان رَبِّکُمُ اللَّهُ الذِّي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
تَحْمَارَبُهُ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو
فِي سَتَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى العَرْشِ كَيْهُ
پیدا کیا چجُو دنوں میں پھر عرش پر استوا فرمایا (ت)
سورہ رعد میں فرمایا:

اللَّهُ الَّذِي سَقَمَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عِنْدِهِ
اللَّهُ تعالِيٰ وَهُوَ ذَاتٌ ہے جس نے آسمانوں کو

لَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۖ ۲۸/۱۳

۷۲ " " ۲۹/۳۸

لَهُ الْيِقَاتُ وَالْجَوَاهِرُ بِحِوَالِ السَّرَّاجِ الْعَقُولِ الْمَبْحَثُ السَّابِعُ مَصْطَفِيُ الْبَابِيِّ مَصْرُ

لَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۖ ۳/۱۰۲

بغیر ستون کے بلند کیا تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر
استوار فرمایا۔ (ت)

ترونها شم استوی علی العرش یہ

قرآن نازل کردہ ہے اس ذات کی طرف سے
جس نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو،
وہ رحمٰن ہے جس نے عرش پر استوار فرمایا۔ (ت)

سورة طہ صے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمایا:
تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ
الْعُلُوُّ هُنَّ رَحْمَنٌ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوْيَ ۝

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں
کے دریان کو پھر دونوں میں پیدا کیا پھر عرش پر
استوار فرمایا (ت)

سورة فرقان میں فرمایا:
الذی خلق السماوٰت والارض و ما
بینہما فِ سَتَةِ ایام ثُمَّ اسْتَوْی
عَلَى العَرْشِ ۝

سورة رعد میں فرمایا:
هُوَ الَّذِی خلق السماوٰت والارض فِي
سَتَةِ ایام ثُمَّ اسْتَوْی عَلَى العَرْشِ ۝
یہ مطالب کہ اول سے یہاں تک اجمالاً مذکور ہوئے صد بی امّۃ دین کے کلامات عالیہ میں ان کی
تصريحات جنسیہ ہیں اُنھیں نقل کیجئے تو دفتر عظیم ہو، اور فقیر کو اس رسالہ میں التزام ہے کہ جن کتابوں
کے نام مخالفت گnam نے ان غوائے عوام کے لئے لکھ دئے ہیں اس کے رد میں انہی کی عبارتیں نقل کرے
کہ مسلمان دیکھیں کہ وہاںی صاحب کس قدر بے حیا، بیباک، ملکار، چالاک، بد دین، ناپاک ہوتے
ہیں کہ جن کتابوں میں ان کی گمراہیوں کے صریح رد لکھے ہیں انہی کے نام اپنی سند میں لکھ دیتے ہیں حکر
چہ دلائرست دُزدے کہ بکف حسراغ دارد
(چور کیسا دلیر ہے کہ با تھم میں چراغ لئے ہوئے ہے۔ ت)

۱۳ / ۲	الْعَرْشَ آنَ الْكَرِيمَ
۵۵ / ۲۰	۲۰ / ۳۲
۵۶ / ۲۵	۲۵ / ۵۹
۵۷ / ۵۶	۵۶ / ۲

مباحث آئندہ میں جو عبارات اُن کتابوں کی منقول ہوں گی انھیں سے ان شارائِ العظیم پر بیان واضح ہو جائیں گے یہاں صرف آیات متشابہات کے متعلق بعض عبارات نقل/روں جن پر مطلب سابق بھی ظاہر ہو اور یہ بھی کھل جائے کہ آئیہ کریم الرحمن علی العرش استویٰ آیات متشابہات سے ہے اور یہ بھی کہ حبس طرح مخالفت کا مذہب نامہذب یقیناً صریح ضلالت اور مخالفت جسہ اہل سنت ہے۔ یعنی احوالاً اس آیت کے معنے جانتے پر مخالفت سلف صالح و جمہور ائمۃ اہل سنت و جماعت ہے۔

(۱) موضع القرآن کی عبارت اور گزرنی۔

(۲) معالم و مدارک و کتاب الاسماں والصفات و جامع البيان کے بیان یہاں سُنْهَ کہ یہ پانچوں کتابیں بھی انھیں کتب سے ہیں جن کا نام مخالفت نے لگ دیا۔ معالم التنزیل میں ہے، اما اهل السنۃ يقولون الاستواء علی یعنی رہے اہل سنت، وہ یہ فرماتے ہیں کہ عرش العرش صفة لله تعالیٰ بلا کیف یجیب علی الرجل الایمان بد ویکل چونکی ہے، مسلمان پر فرض ہے کہ اُس العلم قیہ الی اللہ عن وجل یہ کو سوچنے۔

مخالفت کو سوچنے کے اُسی کی مستند کتاب نے خاص مسئلہ استوار میں اہل سنت کا مذہب کیا لکھا ہے شرم رکھتا ہے تو اپنی خرافات سے بازاً آئے اور عقیدہ اپنا مطابق اعتقاد اہل سنت کرے۔

(۳) اُسی میں ہے:

ذهب لا کثرون الى انت الواد
فی قوله "والاسحقون" واد الاستئناف
وتحم الكلام عند قوله "و
ما يعلم تاویله الا اللہ"
وهو قول ابی بن کعب

یعنی جمہور ائمۃ دین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مذہب یہ ہے کہ والرسخون فی العلم سے جدابات شروع ہوئی پہلا کلام وہیں پورا ہو گیا کہ متشابہات کے معنے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا'

یہی قول حضرت سید قاریان صحابہ ابی بن کعب اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے، اور یہی امام طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، اور یہی مذہب امام حسن بصری و اکثر تابعین کا ہے اور اسی کو امام کسائی و فرار و اخفیش نے اختیار کیا اور اس مطلب کی تصدیق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قرارت سے بھی ہوتی ہے کہ آیات مشابہات کی تفسیر اللہ عزوجل کے سوا کسی کے پاس نہیں اور پچھے علم والی کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرارت بھی اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔ امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان کی تفسیر میں معلم علم والوں کا غنہما ہے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے، اور یہ قول عربیت کی رو سے زیادہ دلنشیں اور ظاہر آیت سے بہت موافق ہے۔

یعنی قرآن عظیم کی بعض آیتیں محکمات ہیں جن کے معنے صاف ہیں احتمال و اشبیاہ کو ان میں

و عائشہ و عروۃ بنت الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، و مروایۃ طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وبه قال الحسن و اکثر التابعیت و اختصار الکسائی والفراء والاخفش (الی اف قال) و ممایصدق ذلك قراءۃ عبد اللہ ان تاویله الا عند اللہ والراسخون ف ف العلم يقولون امتا و في حرف اب و يقول الراسخون ف العلم امتا به و قال عمر ب عبد العزیز ف هذه الآية انتهی علم الراسخیت ف العلم تاویل القراءات الى اف قالوا امتا به كل من عند ربنا وهذا القول اقیس ف العربية و اشبیه بظاهر الآیة

(۳) مدارک التنزیل میں ہے:
منہ آیت محکمت احکمت
عیسیٰ تھا یا ن حفظت من الاحتمال و

گورنیں یہ آیات تو کتاب کی اصل ہیں کہ متشابہ
انھیں پر حمل کی جائیں گی اور ان کے معنے انھیں
کی طرف پھرے جائیں گے اور بعض دوسری
مشابہات ہیں جن کے معنی میں اشکال احتمال
ہے جیسے کہ الرحمٰن علی العرش استوی
بیٹھنے کے معنے پر بھی آتا ہے اور قدرت و غیر کے
معنے پر بھی، اور پڑتے متن اللہ عزوجل پر محال ہیں
کہ آیات محکمات اللہ تعالیٰ کو بیٹھنے سے پاک و نہ
بتری ہیں اُن محکمات سے ایک یہ آیت ہے جیسے
کہ شہشی اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں، پھر وہ جن کے
دل حق سے پھرے ہوئے ہیں اور وہ بد مذہب لوگ
ہوئے وہ تو آیات مشابہات کے پچھے پڑتے ہیں
ایسی آیتوں کی آڑ لیتے ہیں جن میں ان کی بد مذہبی
کے معنے کا احتمال ہو سکے جو آیات محکمات کے مطابق
نہیں اور اس مطلب کا بھی احتمال ہو جو محکمات
کے مطابق اور اہلسنت کا مذہب ہے وہ بد مذہب
اُن آیات مشابہات کی آڑ اس لئے لیتے ہیں کہ
فتنه اٹھائیں دو گوں کو سچے دین سے بہکائیں انکے
وہ معنے بتائیں جو اپنی خواہش کے موافق ہوں،
اور ان کے معنے تو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ، اللہ
ہی کوخبر ہے کہ ان کے حق معنی کیا ہیں جن پر ان کا
آثارنا واجب ہے انتہی۔

گراہ شخص آنکھیں کھول کر دیکھے کہ یہ پاکیزہ تقریر یہ آیت و تفسیر اس کی گراہی کیسا روادافع و

الاشتباه ہن ام الکتب اصل الکتاب
تحمل المشابهات علیہا و تردیها
وآخر مشابهات مشتبهات محتملات
مثال ذلك الرحمن على العرش استوى
فالاستواء يكوت بمعنى الجلوس
وبمعنى القدسية والاستيلاء و
لا يجوز الا ظل على الله تعالى
بدليل الحكم وهو قوله تعالى
ليس كمثله شئ ، فاما الذين
ف قلوبهم نار يغ ميل عن
الحق وهم اهل البدع فيتبعون
ما تشبه فيتعلقون
بالمتشابه الذي يتحمل ما يزيد هب
اليه المبتدع مما لا يطابق الحكم
ويتحمل ما يطابقه من قول
أهل الحق منه ابتغاء الفتنة
طلب ان يفتنو الناس دينهم
ويضلوهم وابتغاء تاویله وطلب ان
یؤ ولوا التاویل الذي لیشتهونه
وما یعلم تاویله الا الله ای لا یهتدی
الى تاویله الحق الذي یجب ان یحمل
علیه الا الله احمد مختصرًا۔

منیر ہے والحمد لله رب العالمین۔

(۵) امام ہبیقی کتاب الاسمار والصفات میں فرماتے ہیں،

ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استوار کے کچھ معنے نہ کہتے تھے نہ اس میں اصلًا زبان کھولے جس طرح تمام صفات مشاہدات میں ان کا یہی مذہب ہے۔

الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضي الله تعالى عنهم كانوا لا يفسرون ولا يتكلمون فيه كنحو مذهبهم في أمثال ذلك یہ

ہم اپنے اصحاب متقدمین کا مذہب لکھ چکے کہ ایسے شخص میں اصلًا بُنَّ نہ کھولتے اور اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے کہ اللہ تعالیٰ محدود ہونے یا مخلوق کے کسی بات میں مشاہدہ مانند ہونے سے پاک ہے۔

حکینا عن المتقدمين من اصحابنا ترك الكلام في امثال ذلك ، هذا مع اعتقادهم نقى الحد والتشبیه والتمثيل عن الله سبحانه و تعالى یہ

(۶) اُسی میں حبی بن حبی سے روایت کی،
کناعتند مالک بنت انس فجاء راجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى فكيف استوى؟ قال فاطرق مالك رأسه حتى علاه الرحمن ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف به واجب، والمسئول عن هذه بدعة، وما امرناك الاميد دعا فامر به ان يخرج ۴

ہم امام کا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبد اللہ! رحمٰن نے عرش پر استوار فرمایا یہ استوار کس طرح ہے؟ اس کے سفرتے ہی امام نے سربراک چکایا یہاں تک کہ بدن مقدس پسند پسینہ ہو گیا، پھر فرمایا، استوار مجہول نہیں اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار پڑت اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے۔ پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

لہ کتاب الاسمار والصفات للبیدقی باب ماجا فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی . المکتبۃ لابن سلیمان شیخ زورہ ۱۵۰/۲
 ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ باب قول اللہ تعالیٰ لعییے علیہ السلام الی متوفیک رافعک الی ۱۶۹/۲
 ۳۷ ۳۸ ۳۹ باب ماجا فی قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی ۱۵۰/۲ اواہ ۱۵۰/۲

(۸) اُسی میں عبد اللہ بن صالح بن مسلم سے روایت کی:

یعنی امام ربعیہ بن ابی عبد الرحمن استاذ امام مالک
سے جو میں بوجہ قوت عقل و کثرت قیاس ربعیہ الراء
لکھا جاتا ہی سوال ہوا، فرمایا کیفیت غیر معمول ہے
اور اللہ تعالیٰ کا استوار مجہول نہیں اور مجہور اور
تجھ پر ان سب باقتوں پر ایمان لانا واجب ہے۔

سئلہ ربیعہ الراء عن قول اللہ تعالیٰ
و تعالیٰ "الرحمن علی العرش استوی"
کیف استوی؟ قال الکیف غیر معقول
والاستوار غیر مجہول ویجب علت
وعلیک الایمان بذلك کلہ لے

(۹) اُسی میں بطریق امام احمد بن ابی الحواری امام سفین بن عینہ سے روایت کی کہ فرماتے،
یعنی اس قسم کی جتنی صفات اللہ عز وجل نے
قرآن عظیم میں اپنے لئے بیان فرمائی ہیں انکی تفسیر
یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہئے۔

ما وصف اللہ تعالیٰ من نفسه في كتابه
فتفسيره تلاوته والسكت
عليه لے

بطریق اسحق بن موسی انصاری زادگیا،
لیس لاحدان یفسره بالعربیة و
لا بالفارسیة لے

کسی کو جائز نہیں کہ عربی میں خواہ قارئی کسی زبان
میں اس کے مخفف کئے۔

(۱۰) اُسی میں حاکم سے روایت کی انہوں نے امام ابو یکبر احمد بن اسحق بن ایوب کا عقائد نامہ
و کھایا جس میں مذہب اہلسنت مندرج تھا اس میں لکھا ہے،
الرحمن کا استوار بحکون و بحکوں ہے۔

(۱۱) اُسی میں ہے :

والاشارة عن السلف في مثل
هذا كثيرة وعلى هذه الطريقة
يدل مذهب الشافعى رضى الله تعالى عنه

بله کتاب المقام والصفات السیقی باب ما جا في قول اللہ عز وجل الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الائمۃ سانکلہل شیخوپورہ ۱۵۲/۲
۱۵۱/۲ " " " " " " " " " " " " " " " " باب ما ذکر فیین واکفت ۲/۲
۱۵۱/۲ " " " " " " " " " " " " " " " " " " باب ما جا في اثبات العین المکتبۃ الائمۃ سانکلہل شیخوپورہ ۳۲/۲
۱۵۲/۲ " " " " " " باب ما جا في قول اللہ عز وجل الرحمن علی العرش استوی " " " " " " " " " " " "

امام احمد بن حنبل و امام حسین بن فضل بلخی اور متاخری
سے امام ابو سلیمان خطابی کا ہے۔

والیہا ذہب احمد بن حنبل والحسین
بن الفضل البلخی ومن المتأخرین ابو سلیمان
الخطابی

الحمد لله امام عظام سے روایت عنقریب آتی ہے، ائمۃ مکہ سے یہ موجود ہیں۔ ثابت ہوا کچھ عاروں
اماوموں کا اجماع ہے کہ استوار، کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پر ایمان واجب ہے اور معنی کی تفتیش
حرام - یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا ہے۔

(۱۲) اُسی میں امام خطابی سے ہے:
و نحن احری بان لانتقدم فيما تأخر
عنہ من هو أكثرون علماء و اقدم زمامانا
وسنا ، ولكن الزمان الذي نحن
فيه قد صار أهل هذه حزب
منكر لما يروع من نوع هذه
الاحاديث من اسا و مكذب به
اصلا ، وفي ذلك تكذيب العلما
الذين سدوا هذه الاحاديث
و هم ائمة الدين و نقلة السنن و
الواسطة بيننا وبين رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم ، والطائفة الاخرى
مسلمة للرواية فيها ذاهبة في تحقيق
منها مذهبها يكاد يقضى بهم الى القول
بالتشبيه ونحن نرثب عن الامرين
معاً ، ولا نرضى بواحد منها
مذهبها ، فيحق علينا ان نطلب

یعنی جب اُن ائمۃ کرام نے جو ہم میں سے علمی
زائد اور زمانے میں مقدم اور عمر میں بڑے تھے
مشابہات میں سکوت فرمایا تو ہمیں ساکت
رہنا اور ان کے معنی کچھ نہ کہنا اور زیادہ لائق تھا
مگر ہمارے زمانے میں دو گروہ پیدا ہوئے ایک
تو اس قسم کی حدیثوں کو رئے سے روکرتا اور
جھوٹ بتاتا ہے اس میں علمائے رواۃ احادیث
کی تکذیب لازم آتی ہے حالانکہ وہ دین کے امام
ہیں اور شنتوں کے ناقل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم تک ہمارے وسائل وسائل۔

اور دوسرے اگر وہ ان روایتوں کو مان کر اُن کے
ظاہری معنی کی طرف ایسا جاتا ہے کہ اس کا
کلام اللہ عزوجل کو خلق سے مشاہدہ کرنے سک
پہنچا چاہتا ہے اور ہمیں یہ دونوں باتیں ناپسند
ہیں ہم ان میں سے کسی کو مذہب بنانے پر
راضی نہیں، تو ہمیں ضرور ہوا کہ اس باب میں

جو صحیح حدیثیں آئیں ان کی وہ تاویل کر دیں جس سے ان کے معنے اصول عقائد و آیات محکمات کے مطابق ہو جائیں اور صحیح روایتیں کہ علماء رئاعات کی سند سے آئیں باطل نہ ہونے پائیں۔

لما يرد من هذه الأحاديث اذا صحت من طرق فالنقل والسنن، تاویلاً يخرج على معانی اصول الدين ومذاهب العلماء ولا يتطل الرواية فيها اصلاً، اذا كانت طرقها مرضية ونقلتها اعد ولا^{له}

(۱۳) امام ابو القاسم لاکانی کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سردار مذہب حنفی تکیہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرماتے:

شرق سے غرب تک تمام ائمۃ مجتہدین کا اجماع ہے کہ آیات قرآن عظیم و احادیث صحیحہ میں بوج صفاتِ الیہ آئیں ان پر ایمان لائیں بلا تشییہ بلا تفسیر تو جو ان میں سے کسی کے معنے بیان کرے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علماء سے جدا ہوا اس لئے کہ ائمۃ نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فرمایا نہ ان کے معنے کے بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لا کر چپ رہے۔

اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الایمات بالقراءات وبالاحاديث التي جاء بها الشعارات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشییه ولا تفسير فمن فسر شيئاً من ذلك فقد خرج عما كان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و فاسق المجموعة فانهم لم يصفوا ولم يفسروا ولكن أمنوا بما في الكتاب والسنة ثم سكتوا^{له}

طرفیہ کہ امام محمد کے اس ارشاد و ذکر اجماع ائمۃ امجاد کو خود ذہبی نے بھی کتاب العلوم میں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لاکانی اور ابو محمد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخدول بھی اُسے نقل کر گیا و اللہ الحمد و لہ الحجۃ السامیۃ (حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور غالب مجتب اسی کی ہے۔ ت)

(۱۴) نیز مارک میں زیر سورة طراز ہے:

لـ کتاب الاسما و الصفات للبيهقي باب ما ذكر في القدم الرجل المكتبة الاثرية سانکلم ہل شخی پورہ ۸۶/۲
۳ کتاب السنہ امام ابو القاسم لاکانی

ذہب وہ ہے جو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ استوار مجھوں نہیں اور اس کی چکونگی عقل میں نہیں آ سکتی اُس پر ایمان واجب ہے اور اس کے معنے سے بحث بدعت ہے اس نے کوئی مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ موجود تھا اور مکان نہ تھا پھر وہ اپنی اُس شان سے بدلا نہیں لیکن جیسا جب مکان سے پاک تھا اب بھی پاک ہے۔

والمن هب قول على رضى الله تعالى عنه الاستوا
غير مجهول والتكييف غير معقول
والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة
لانه تعالى كان ولا مكان فهو على ما كان
قبل خلق المكان لم يتغير عما
كان له

گمراہ اپنی ہی مستند کی اس عبارت کو سوچ جئے اور اپنا ایمان ٹھیک کرے۔

(۱۵) اسی میں زیر سورہ اعراف یہی قول امام جعفر صادق و امام حسن بصری و امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرمایا ہے

(۱۶) یہی مضمون جامع البيان سورہ یوس میں ہے:

الاستواء معلوم والكيفية مجھہولة استوار معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجھوں والسؤال عنه بدعة۔ ت

(۱۷) یہی مضمون سورہ رعد میں سلف صالح سے نقل کیا کہ:

قال السلف الاستواء معلوم و سلف نے فرمایا: استوار معلوم ہے اور کیفیت الکیفیۃ مجھہولة یہ مجھوں ہے۔ (ت)

(۱۸) سورۃ ظہی میں لکھا:

سئل الشافعی عن الاستواء
فاجاب أمنت بلا تشبيه واتهمت

لیکن امام شافعی سے استوار کے معنے پوچھے گئے، فرمایا، میں استوار پر ایمان لایا اور

دارالكتاب العربي بيروت ۳/۳۸

۲/۵۶ " " " " ۲/۵۶

۱/۲۹۲ دارنشر اکتب الاسلام امیر گوجرانوالہ

۱/۳۲۵ " " " " "

له مارک التزیل (تفیر الشفی) آیۃ ۳/۵

۲/۵۲ آیۃ ۴/۵۲

۳/۱۰ آیۃ ۱/۳

۲/۱۳ آیۃ ۱/۲

وہ معنے نہیں ہو سکتے جو میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت مخلوق سے نکلے اور میں اپنے آپ کو اُس کے معنے سمجھنے میں متہم رکھتا ہوں مجھے اپنے نفس پر اطمینان نہیں کہ اس کے صحیح معنے سمجھ سکوں لہذا میں نے اُس میں فکر کرنے سے یہ قلم قطعی دست کشی کی۔

نفسی ف الاوامر الک وامسکت
عن الخوض فيه حکل
الامساک بِهِ

(۱۹) سورہ اعراف میں لکھا:

اجمع السلف علی ائمۃ استواهہ علی
العرش صفة له بلا کیف نؤمِن
بہ و نکل العلم الی اللہ تعالیٰ۔

سلف صالح کا اجماع ہے کہ عرش پر استوا
اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ چون و بے چگون
ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا عالم
خدا کو سوچنے ہیں۔

(۲۰) طرفیہ کہ سورہ اعراف میں تو صرف اتنا لکھا کہ اس کے معنے ہم کچھ نہیں جانتے اور

سورہ فرقان میں لکھا:

قد مرقی سورة الاعراف تفصیل
معناہ۔

یونہی سورہ سجدہ میں لکھا قد مرق سورة الاعراف (سورہ اعراف میں گزارہ ت) یونہی سورہ حدیث میں قد مر تفصیلہ فی سورۃ الاعراف وغیرہا (اس کی تفصیل سورہ اعراف وغیرہ میں گزار جکی ہے۔ ت)

ویکیو کیا صاف بتایا کہ اس کے معنی کی تفصیل یہی ہے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، اب تو کھلا کر وہا بیہیہ مجتبیہ کا اپنی سند میں کتاب الاسمار و معالم و مدارک و جامع البیان کے نام لے دینا

۱۵۰	لہ جامع البیان محمد بن عبد الرحمن الشافعی رَضِیَ اللہُ تَعَالَیٰ عَنْہُ	۵/۲۰	دار الفتح لطبع الالبان	میر گوجرانوالہ ۲/۷
۱۶۰	" " " " "	۵۳/۲	" " " " "	۲۲۳/۱
۱۷۰	" " " " "	۵۹/۲۵	" " " " "	۸۹/۲
۱۸۰	" " " " "	۳/۳۲	" " " " "	۱۵۶/۲
۱۹۰	" " " " "	۳/۵۴	" " " " "	۳۳۶/۲

کیسی سخت بے حیائی تھا و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العالی العظیم۔

وہابیہ محبّہ کی بد دینی

صفات مشاہدات کے باب میں اہلسنت کا عقیدہ تو معلوم ہولیا کہ ان میں ہمارا حصہ ہے اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو کچھ مراد ہے، اس پر ایمان لائے، ظاہر لفظ سے جو معنے ہماری سمجھ میں آتے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ یقیناً پاک ہے اور مرادِ اللہ پر ہمیں اطلاع نہیں لہذا ہم اُن کے معنے کچھ کہہ ہی نہیں سکتے یا بطورِ تاویل کچھ کہیں بھی تو وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی شانِ قدوسی کے لائق اور آیاتِ محکمات کے مطابق اور اہلسنت کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم عطا فرمائی ہے وہ تعمیش راہ وسط ہوتی ہے اُس کے دونوں پہلوؤں پر افراط و تفریط و ہولناک مہدک گھاٹیاں ہیں اسی لئے اکثر مسائل میں اہلسنت دو فرقہ متناقض کے وسط میں رہتے ہیں جیسے راقضی ناصبی یا خارجی مُرجی یا قدری جبری یا باطنی ظاہری یا وہابی بعثتی یا سمعیل پرست گورپرست وعلیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح یہاں بھی دو فرقہ باطلہ نکلے معطلہ و مشتبہ۔ معطلہ جنہیں جسمی بھی کہتے ہیں صفات مشاہدات سے یکسر منکر ہی ہو گئے یہاں تک کہ ان کا پہلا پیشواع جعد بن درہم مرد و دکتا کہ نہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خیل بنایا نہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام فرمایا۔ یہ گراہ لوگ اپنے افراط کے باعث امنا بھے کل من عند سبنا (هم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ ت) سے بے بہرہ ہوئے۔ اُن کی طرف نقیض پر انتہائے تفریط میں مشتمل آئے جنہیں جسم ہے جہت ہے۔ اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑھنا اترنا اٹھنا بیٹھنا چلنَا ٹھہرنا سب آپ ہی ثابت ہے، یہ مرد و دوہی ہوئے جنہیں قرآن عظیم نے فی قلوبہم من یعنی (ان کے دونوں میں زیغ ہے۔ ت) فرمایا اور گراہ فتنہ پرداز بتایا تھا۔ وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں مختلف بد مذہبوں سے کچھ کچھ عقائدِ ضلالت کر اپنا بھرت پورا کیا ہے یہاں بھی نہ چوکے، اور اُن کے پیشووا سمعیل نے صراطِ ناستقیم میں جو اپنے جاہل پیر کی اللہ تعالیٰ سے

دوستانہ ملاقات اور ہاتھ سے ہاتھ ملا کر گدھارنگ (GOOD MORNING) ثابت کیتھی (وکھر کتاب مستطاب انکوکبۃ الشہابیہ علی کفایات ابی الوہابیہ) لہذا اس کے بعض سوت صاف حق مجسمہ بہوت کامنہ بہب معموت مان گئے اور اس کی جڑ بھی وہی ان کا پیشوائے قبیع اپنے رسائل الیصال الحنیصریع میں جاگی تھا کہ اللہ تعالیٰ کو مکان وجہت سے پاک جانشادعت و صلالت ہے جس کے رو میں کوکہ شہابیہ نے تکفہ اثنا عشری شاہ عبدالعزیز صاحب کی یہ تحریر پیش کی تھی کہ اہل سنت و جماعت کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکان نہیں، زادس کے لئے فوق یا تخت کوئی جنت ہو سکتی ہے۔ اور بحرا ادائی و عالمگیری کی یہ عبارت:

یکفر با اثبات المکات اللہ تعالیٰ

یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مکان مانتے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

یعنی کسی نے کھا خدا آسمان پر جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں کافر ہو گیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

اگر کوئی یہ کہے نہیں لے اور آسمان پر جا اور خدا سے جنگ کر، تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان مانا (ت)

(وکھر کوکہ شہابیہ)

اور فتاویٰ امام اجل قاضی خاں کی یہ عبارت:
ساجل قال خداے بر آسمان حی داند که من
پژنے ندارم یکون کفر لات اللہ تعالیٰ
منزه عن المکان

اور فتاویٰ خلاصہ کی یہ عبارت:
لو قال نرہ بان بند و بآسمان بر آئے و باحشدا
جنگ کن یکفر، لانہ اثبات المکات اللہ
تعالیٰ یہ

امین مجسمہ گستاخ کے تازہ افراخ سے ایک صاحب سہسوائی بیکاری میںی مگراہ ہزاری عنلام
زاں بھجویاں قنوجی آنہماں از سر نواں فتنہ خواہید کے بادی و بانی اور اس شہر سرچ قدوں جل جلوار
لہ تکفہ اثنا عشریہ باب پنجم در المیات

سیمیل اکیڈمی لاہور

ص ۱۲۱

لہ فتاویٰ ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع فوری کتب خانہ پشاور

۲۵۹/۲

بجرا رائی ” باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید مکعنی کراچی

۱۲۰/۵

سلہ فتاویٰ قاضی خاں ” باب ما یکون کفر امن مسلم فونکشنر لکھنؤ

۸۸۳/۳

کہ خلاصہ الفتاویٰ کتاب الغاظۃ الکفر فصل ۲ جنس ۲ مکتبہ علی بنہ کوئٹہ

۳۸۶/۴

کی شان میں مدعاً عیوب جسمی و مکانی ہوئے، چهارم محرم الحرام ۱۳۱۸ھ/جولائی ۲۰۰۷ء قدسیہ کو اس باب اور انہیں صاحب کے متعدد دو امر دیگر میں حضرت تاج الحقیقین عالم ہبست و انظہم العالی سے استغاثہ۔ ہوا حضرت نے نفس حکم بینہایت احوال ارشاد فرمایا۔ پونے دو مہینے کے بعد بست و ششم صفر کو ان کے متعلق ایک پڑیشان تحریر لگرا ہی وجہالت و سفاہت و خلاالت کی بولتی تصویر آتی ایسے ہذیانات کیا قابلِ التفات مگر حفظ عقائد عوام و نصرت سنت و اسلام کے لحاظ سے یہ حنفی سطور لو جو اللہ مسطور، اہل حق بنگاؤ انصاف نظر فرمائیں اور امر عقائد میں کسی گمراہ مکار کے کہنے میں نہ آئیں، وما توفيقي الا يار اللہ علیہ توکلت والیہ انبیٰ (مجھے توفیق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے اسی پر ہیں تے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع سے ت۔)

مسالمہ از سمسوان قاضی محلہ مرسلہ حاجی فرحت علی صاحب ۴ محرم ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسلمہ میں کہ جو شخص یہ کہے کہ اللہ رب العزت عرش پر بیٹھا ہے
اور کہیں نہیں ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اللہ عزوجل مکان و جنت و جلوس وغیرہ تمام عوارض جسم و جسمانیات و عیوب و نقصان سے
پاک ہے۔ یہ لفظ کہ اس شخص نے کہا سخت گرا ہی کے معنے دیتا ہے اس پر توبہ لازم ہے عقیدہ اپنا
مطابق اہل سنت کرے۔ واللہ الہمادی۔

نقل تحریر خلاالت تجمیع از نجدی بقیر

مسلمہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہی ہونا۔

الجواب

الرحمٰن علی العرش استوی اللہ تعالیٰ اعلیٰ عرش پر بیٹھا یا چڑھا یا اٹھرا۔ ان تین معنے کے سوا اس
آیت میں جو کوئی اور معنے کے گاوہ بیعتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام شریعت میں ساتھ جسکے اس
مضمون کو ذکر فرمایا ہے۔ دیکھو فتح الرحمن تفسیر فاری شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و تفسیر موضع القرآن

مولفہ شاہ عبدالغفار صاحب دہلوی و ترجمہ لفظی شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی و کتاب الاسما و الصفات
بہتی و کتاب العلوم ذہبی و تفسیر ابن کثیر و معالم التنزیل و جامع البیان و مدارک وغیرہ اور
محیط ہونا باری تعالیٰ کا ہر حسیز رفعہ از روئے علم ہے۔ قال تعالیٰ، احاطہ بخل شھ علامہ
(اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ہر خرز کا امدادیں، احادیث صریح صحیح سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے،
چنانچہ بخاری کی مرراج کی حدیث میں فرمایا،
وہ سو فی مکان نہ (اور وہ اپنے مکان میں ہے۔ ت)

اوہ مشکوہ کے باب الاستغفار والتوبہ میں سند احمد کی حدیث میں وارد ہے کہ :
و عن قی وجلالی و استفاض مکانی المزدی۔ میری عورت، میرے جلال اور میرے مکان کی قسم ہے۔
ہاں جن صفات سے کلام شارع ساکت ہے اُن میں سکوت لازم ہے بعض اشخاص بریلی نے
جو علم منقول و عقائد اہل حق سے پہ ہے ہیں اس عقیدہ صحیح کے معتقد کو بروز و رگراہی مگر اسی مگر اہلیہ بنا یاد مانے
لهم بہ من علم (ان کو اس کا علم نہیں۔ ت) ایسے شخص سے اہل اسلام کو بچنا چاہئے۔

ضرب قماری

۱۳ هـ

مسلمانو! دیکھو اس مگرہ نے ان چند سطور میں کسی کسی جہالتیں ضلالتیں تناقض سفارہتیں
 اللہ و رسول پر افترا رکھا و کتب پر تھیں بھردی ہیں :
اولاً ادعای کیا کہ استوار علی العرش میں بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کے سوا جو کوئی اور معنے کے بغیر
ہے اور اسی کی سند میں بکمال جرأت و بھیانی اُن تو کتابوں کے نام گئی دے۔
ثانیاً زعم کیا کہ احاطہ الہی صرف از روئے علم ہے حالانکہ اس مسئلہ کا یہاں کچھ ذکر نہ تھا
مگر اس نے اس بیان سے اپنی وہ مگر اہی پالنی چاہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش کے سوا

لہ القرآن الکریم ۱۲/۶۵

لہ صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲
 لہ مشکوہ المصابیح باب الاستغفار والتوبہ الفصل الثاني " " " ص ۲۰۳
 لہ القرآن الکریم ۲۸/۵۳

پیدا کرنا یا یہ اخیں معنی سوم کے قریب ہے جو اور پرگزرنے۔

قریب ۳۵: اس سورۃ اور سورۃ فرقان کے سوا کہ وہاں استوار کی تفسیر سے سکوت مطلق ہے باقی پانچوں جملے اُس کے معنے استیلام و غلبہ و قابو بنائے۔ حدید میں ہے، شم استوی استولی علی العرش (پھر عرش پر استوار فرمایا۔ ت)

رعد میں ہے :

استولی بالاقدام و نفوذ السلطات یہ اقتدار اور حکومت کا ماں ک ہوا۔ (ت)

اعراف میں ہے :

یعنی اللہ تعالیٰ کا قابو اس کی تمام مخلوقات پر اضاف الاستیلاء الی العرش و ان کان سبخنہ و تعالیٰ مستولیا علی جمیع المخلوقات لان العرش اعظمہما داعلہا۔

بر اور سب سے اور ہے۔

ضرب ۳۶: سورۃ ظہ میں بعد ذکر معنے استیلام ایک وجریہ نقل فرمائی ہے

یعنی جبکہ تخت نشینی آثارشاہی سے ہے تو عرف لما کان الاستواء علی العرش وهو سرید الملك مما يردف الملك جعلوه کنایة عن الملك فحال استوی فلان على العرش ای ملك و ان له يقصد على اسرير البته وهذا اکقولك يد فلان مبسوطة ای جواد و ان لم يكن له يد من اساسی سرے سے ہاتھ ہی تر رکھتا ہو۔

حاصل یہ کہ استوار علی العرش معنی بادشاہی ہے حقیقتہ بیٹھنا ہرگز لازم نہیں، جب

سلہ مارک التنزیل (تفسیر الفسفی) آیۃ ۵/۲ دارالکتاب العربي بیروت ۲۲۳/۳

۱ " " " ۲/۱۳ " " " ۲/۲

۳ " " " ۵۳/۷ " " " ۵۶/۲

۴ " " " ۵/۲۰ " " " ۳۸/۳

کیں نہیں۔

ثالثاً مُنْهَجِ کر اُس سبتوح قدوس کو گالی دی کہ اس کے لئے مکان ثابت ہے، عرش اس کا مکان ہے، اور اس کے ثبوت میں بزور زبان دوسریں نقل کر دیں۔

سٰابعًا یہ تین دوے تو منطق عبارت تھے مفہوم استثناء سے بتایا کہ استوار علی العرش کے معنے اللہ تعالیٰ کا عرش پر بیٹھنا، چڑھنا، مظہر را مطابق سنت ہیں۔

خامساً اپنے معبود کو بیٹھانے، چڑھانے، مظہرانے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ان لفظوں کے مفہوم سے کہ جن صفات سے کلام شارع ساكت ہے اُن میں سکوت لازم ہے تمام مشابہات استوار کی طرح انھیں معافی پر محول کر لیں جو ان کے ظاہر سے مفہوم ہوتے ہیں۔

سادساً باوصفت ان کے اصل دعویٰ یہ ہے کہ خدا عرش کے سوا کہیں نہیں۔ ہم بھی ان چھ باتوں کی بعونہ تعالیٰ اسی ترتیب پر چھ تپانچوں سے خبر لیں اور اس توں تپانچے میں دو مسلمہ یاقینہ کے متعلق اجھائی گوشائی کریں و باللہ التوفیق۔

پہلا تپانچہ

گراہ نے ادعای کیا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹھنے، چڑھنے، مظہرنے کے سوا جو کوئی اور معنے استوار کے کہے بدعتی ہے، اور اس پر اُن فو کتابوں کا حوالہ دیا۔

ضرب اول : فقیر نے اگر یہ الترام نہ کیا ہوتا کہ اُس کی گنجائی ہوئی کتابوں سے سند لاوں گا تو آپ سیرہ ریکھتے کہ یہ تپانچہ اس گراہ کو کیون نکر خاک و خون میں ڈالتا مگر اجلا اقوال مذکورہ بالا ہی ملاحظہ ہو جائیں کہ اس گراہ نے کس کس امام دین و سنت کو بدعتی بنادیا، امام ابوالحسن علی ابن بطاطی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابو طاہر قزوینی، امام عارف شعرانی، امام جلال الدین سیوطی، امام اسماعیل فریر حتیٰ کہ خود امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تو کم از کم اس ضرب کو سات ضرب سمجھتے بلکہ تیرہ^{۱۳} کہ امام نفسی و امام بہقی و امام علی بن محمد ابوالحسن طبری و امام ابو ذکر بن قورک و امام ابو منصور بن ابی ایوب کے اقوال عنقریب کتے ہیں۔ یہ حضرات بھی اس بدعتی کے طور پر معاذ اللہ بدعتی ہوئے، اور بیش ضرب اور گزریں جملہ تینتیس ہوئیں، آگے چلے اور اب صرف اس کے مستندوں سے اس کی خبر لیجئے۔

ضرب بیست و سیمہ مدارک شریف سورہ سجدہ میں استوار علی العرش کا حاصل اس کا احاداث اور

خلق کے باب میں یہ محاورہ ہے جن کا اٹھنا بیٹھنا سب ممکن تو خالق عزوجل کے بارے میں اُس سے
معاذ اللہ حقیقتہ بِلَيْهُنَا سَمْجُدُونَا كَيْسَا ظُلْمٌ صَرِيكَ ہے۔

ضرب ۲۷ : معالم سورہ اعراف کا بیان تو وہ تھا کہ الہست کا طریقہ سکوت ہے اتنا جاتے ہیں
کہ استوار اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اس کے معنے کا علم اللہ کے سپرد ہے، یہ طریقہ
صفت صالحین تھا، سورہ رعد میں استوار کو علو سے تاویل کیا۔ یہ معنی دوم ہیں کہ اوپر گزرے۔

ضرب ۲۸ : امام سعیقی نے کتاب الاسفار میں دربارہ استوار ائمہ متعدد میں کا وہ مسئلہ ارشاد

یعنی امام الہست امام ابوالحسن اشعری نے
فرمایا کہ اللہ عزوجل نے عرش کے ساتھ کوئی
 فعل فرمایا ہے جس کا نام استوار رکھا ہے
 جیسے من و تو زید و عمرو کے ساتھ افعال فرمائے
 اور ان کا نام رزق و نعمت وغیرہ رکھا اُس فعل
 استوار کی کیفیت ہم نہیں جانتے اتنا ضرور ہے
 کہ اُس کے افعال میں مخلوق کے ساتھ ملتا
 چھوٹا، اُس سے لگا ہوا ہوتا یا حرکت کرنا نہیں
 جیسے بیٹھنے چڑھنے وغیرہ میں ہے اور استوار کے
 فعل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا پھر عرش پر استوار کیا تو معلوم ہوا کہ
 استوار حادث ہے پہلے نہ تھا اور حدوث
 افعال میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی
 حدوث سے پاک ہیں، تو ثابت ہوا کہ استوار
 اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ذاتی نہیں بلکہ اس کے
 کاموں میں سے ایک کام ہے جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

فرمایا جس کا بیان اوپر گزرا۔ پھر فرمایا :
 وذهب ابوالحسن على بن اسحاق الاشعري
 الى ان الله تعالى جل ثناؤه فعل في العرش
 فعل استوار كما فعل في غيره
 فعل سماه سرقا او نعمة او غيرها
 من افعاله ثم لم يكيف الاستوار
 الا انه جعله من صفات
 الفعل لقوله تعالى ثم
 استوى على العرش و ثم
 للترافق والتآخي اما يكون
 في الافعال و افعال الله تعالى
 توجد بلا مباشرة منه ايها
 ولا حركة له

ضرب ۳۹ : ابوالحسن علی بن محمد طبری وغیرہ ائمہ متکلمین سے نقل فرمایا :

مولی تعالیٰ عرش پر علو رکھتا ہے مگر نہ اُس پر
بیٹھا ہے نہ کھڑا، نہ اس سے لگا ہوا نہ اس
معنی پر جد اک اس سے ایک کنارے پر ہو یا
دُور ہو کہ لگا یا لگ ہونا اور اٹھنا بلطفنا تو جسم
کی صفتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ احمد صمد ہے نہ جنا
نہ جنگا گیا، نہ اس کے جوڑ کا کوئی، تو جو باتیں
اجسام پر روا ہیں اللہ عز وجل پر روانہ نہیں
ہو سکتیں۔

القديم سبیخنہ عال علی عرشہ
لا قاعد ولا قائم ولا مماس و
لامباش عن العرش ، یريد به
مباینة الذات التي هي بمعنى
الاعتزال او التباعد لان المماسة والمباینة
التي هي ضد ها والقيام والقعود من
او صاف الاجسام ، والله عز وجل احد
صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفو احد ، فلا يجوز عليه ما يجوز
على الاجسام تبارك وتعالی ۔
لہ

**ضرب ۴۰ : امام استاذ ابو بکر بن فورک سے نقل فرمایا کہ اخنوں نے بعض ائمہ اہلسنت سے
حکایت کی :**

یعنی استوار بمعنی علو ہے اور اس سے مسافت
کی بلندی یا مکان میں ہونا مراد نہیں بلکہ یہ کہ
وہ حد و نہایت سے پاک ہے عرش و فرش کا
کوئی طبقہ اُسے محيط نہیں ہو سکتا، نہ کوئی مکان
اُسے کھیرے، اسی معنی پر قرآن عظیم میں اُسے
آسمان کے اوپر فرمایا، یعنی اس سے بلند و
بالا ہے کہ آسمان میں سما سکے۔

استوی بمعنى علا ولا يريد بذلك علو
بالمسافة والتحيز والكوف
في مکات متکلا فيه ولكن يريد معنی
قول الله عن وجلا اهتم من في السماء
ای من فوقها على معنی نقى الحد عنه و
انه ليس مما يحييه طبق او يحيط به
قطري

امام بحقی فرماتے ہیں :

حاصل یہ کہ اس طریقہ پر استوار صفات ذات

قلت وهو على هذه الطريقة من

لہ کتاب الہ سما و الصفا للبیهقی باب بجاء فی قول اللہ تعالیٰ الرعن علی العرش استوی الکتبۃ الاشیرۃ سانکلہ مل شیخ پورہ ۲/۱۵۲
۱۵۲/۲ دیوبندی مل شیخ پورہ ۲/۱۵۳ دیوبندی مل شیخ پورہ ۲/۱۵۳ دیوبندی

سے ہو گا کہ اللہ سخنہ بذاتہ اپنی تمام مخلوق سے
بلند و بالا ہے نہ بلندی مکان بلکہ بلندی مالکیت
و سلطان، اور اب پھر کا لفظ نظر بکھد و ش عرش
ہو گا کہ وہ بلندی ذاتی ہر حادث سے اُس کے
حدوث کے بعد متعلق ہوتی ہے جیسے قرآن عظیم
میں فرمایا کہ پھر اللہ شاہد ہے اُن کے افعال پر
یعنی جب ان کے افعال پیدا ہوئے تو شہود الہی
ان سے متعلق ہوا جس طرح علم الہی متین ہے
مگر یہ علم کہ چیز حادث ہو گئی اُس کے حدوث
کے بعد ہی متعلق ہو گا یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ازال
میں جانتا تھا کہ اشیاء پیدا ہو چکیں حتاً انکہ ہنوز
ناپید ا تھیں۔

میرا قول وہی پہلا ہے کہ اللہ عز وجل نے عرش
کے ساتھ فعل استوار کیا اور ایک عرش
ہی کیا وہ تمام اشیاء سے بالا اور سب سے
جدا ہے یا یہ معنی کہ ذ اشیاء اس میں حلول
کریں نہ وہ ان میں، نہ وہ ان سے مُس کرے
ذ ان سے کوئی مشابہت رکھے، اور یہ جدا نی
نہیں کہ اللہ تعالیٰ اشیاء سے ایک کناسے
پر ہو، ہمارا رب حلول مُس و فاصلہ و عزلت
سے بہت بلند ہے۔ جل و علا۔

و یکجا نہ اہلست بیٹھنے، چڑھنے، ٹھہرنے کی کسی جگہ کاٹ رہے ہیں۔

صفات الذات و کلمة ثم تعلقت بالمستوى
عليه ، لا بالاستواء وهو قوله عز وجل
”ثم الله شهيد على ما يفعلون“ يعني
ثم يكون عملهم في شهادة وقد اشار
ابو الحسن على بن اسفعيل الى هذه
الطريقة حكاية ، فقال وقال بعض
اصحابنا انه صفة ذات ولا يقال لها
ينزل مستويها على عرشه كمان العلم
بان الاشياء قد حدثت من صفات
الذات ، ولا يقال لها ينزل
عاليما بات قد حدثت ولما حدثت
بعد يليه

ضرب ۱۳ : پھر امام اہلسنت قدس سرہ سے نقل فرمایا :
وجوابی هو الاول وهو ان الله مستوى
على عرشه و انه فوق الاشياء باعنة
منها بمعنى انها لا تحله ولا يحلها
ولا يمسها ولا يشبهها و ليست
البيونة بالعزلة ، تعالى الله
ربناعت الحلول وال manusate
علوًا كبيرا ۔

لـ کتاب الاسماء والصفات للبيهقي باب ماجارق قول اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی المکتبۃ الائتمانیہ سانگھہ بن شیخ زورہ ۱۵۳ / ۲
لله " " " " " " " " " " " " " " " " "

ضرب ۳۲: پھر امام اہلسنت سے نقل فرمایا،

وقد قال بعض اصحابنا ان الاستواء یعنی بعض آئمۃ اہلسنت نے فرمایا کہ صفت صفة اللہ تعالیٰ یعنی الاعوجاج استوا کے معنے ہیں کہ اللہ عز وجل کجی سے عنہ لے پاک ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس تقدیر پر استوار صفات سلبیہ سے ہو گا جیسے غنی یعنی کسی کا محتاج نہیں، یونہی مستوی یعنی اس میں کجی اور اعوجاج نہیں اور اب علی خلاف مستقر ہو گا اور اسی علومدک و سلطان کا مفید، اور شم تراخی فی الذکر کے لئے، کقوله تعالیٰ شم کات من الدین امنوا (پھر ایمان والوں میں ہوا۔ ت) و قوله تعالیٰ خلقه من تراب ثم قال له کن فیکوت الله (اس کوئی سے پیدا کیا پھر اس کو قربا یا ہو جا، تو وہ ہو گیا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ضرب ۳۳: پھر امام استاذ ابو منصور ابن ابی ایوب سے نقل فرمایا کہ انہوں نے مجھے لکھ بھیجا، ان کثیر امن متاخری اصحابنا ذہبوا یعنی بہت متاخرین علیاً اہل سنت اس طرف گئے کہ استوار بمعنی قہرو غلبه ہے، آیت کے معنی یہ ہیں کہ رحمٰن عز جلال العرش پر غالب اور اس کا قاہر ہے، اور اس ارشاد کا فائدہ یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی تمام مملوکات پر قابو رکھتا ہے مملوکات کا اس پر قابو نہیں۔ اور عرش کا خاص ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ جامالت میں سب مملوکات سے بڑا ہے، تو اس کے ذکر سے باقی سب پر تنیر فرمادی، اور استوار یعنی قہرو غلبه زبان عرب میں شائع ہے، پھر نثر و نظم سے اس کی نظیریں پیش کیں کہ إِنَّكُمْ لَيَسَّرُونَ لِلْمُسْتَقْبَلِ بِالْأَسْتِوَاءِ هُوَ الْقَمَرُ وَالْغَلْبَةُ وَمَعْنَاهُ أَنَّ الرَّحْمَنَ غَلَبَ الْعَرْشَ وَقَهْرَهُ، وَفَائِدَتُهَا إِلَى الْأَخْبَارِ عَنْ قَهْرِهِ مَمْلُوكَاتِهِ، وَإِنَّهَا لِمَ تَقْهِرَهُ وَإِنَّمَا خَصَّ الْعَرْشَ بِالذِّكْرِ لِأَنَّهُ أَعْظَمُ الْمَمْلُوكَاتِ فِنْبَهَ بِالْأَعْلَى عَلَى الْأَدْفَى، قَالَ وَالْأَسْتَوَاءِ بِمَعْنَى الْقَهْرِ وَالْغَلْبَةِ شَائِمٌ فِي الْلِّفَةِ كَمَا يُقَالُ أَسْتَوَى فَلَانَ عَلَى النَّاحِيَةِ إِذَا غَلَبَ أَهْلَهَا وَقَالَ الشَّاعِرُ فِي

لَهُ كَتَابٌ سَمَّا وَالصَّفَّا لَبِسَقٍ بَابٌ جَارٌ فِي قَوْلِ أَمْدَعَالِي الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ أَسْتَوَى الْمَكْبَرَةَ الْأَثْرِيَةَ سَانِكَلَهُ مَلِ شِخْنُوپُور ۱۵۳

لَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۱۴/۴۰

۳۰ " " ۵۹/۳

بُشْرَبِ مَرْوَانَ سَه
قَدْ أَسْتَوْيَ بِشَرْعَلِ الْعَرَاقِ
مِنْ غَيْرِ سِيفٍ وَدَمْ مَهْرَافٍ
يَرِيدَنَهُ غَلْبَ أَهْلِهِ مَنْ
غَيْرِ مَحَارِبَةٍ لَهُ
مَكْرًا هُوَ بَيْوَا! تَمْ نَفَّ دِيكَهُ كَتَابَهُ
مَكْرًا هُوَ بَيْوَا! تَمْ نَفَّ دِيكَهُ كَتَابَهُ
مَكْرًا هُوَ بَيْوَا! تَمْ نَفَّ دِيكَهُ كَتَابَهُ
مَكْرًا هُوَ بَيْوَا!

جَبْ كُوَّتْ شَخْصٌ كَسِيْلِيْتَى وَالْوَلِيْ پِرْغَالِبَ آجَائَهُ تو
كَنَاجَاتَاهُ: اسْتَوْيَ فَلَادَ عَلَى النَّاجِيَةِ۔ اور شاعر نے بُشْرَ
بِنْ مَرْوَانَ کے بَارِكِیں کہا: تَحْقِيقِ بِشَرْعَالِ الْعَرَاقِ پِرْغَالِبَ آگَیَا
تَلَوَارَ کے سَاحِرِ خُونِ بِهَا تَغْيِيرَ شَاعِرِ کِيْ مَرَادِ يَسِيْهُ کَرَ وَه
جَنْگَ کَهُ تَغْيِيرَ لِيْسَتِيْ وَالْوَلِيْ پِرْغَالِبَ آگَیَا۔ (ت)

دُوسرَاتِيَّانِ خَيْرِهِ

جَاءِلِ بَيْهُ خَرْدَنَے بَكْ دِيَا کَهُ اللَّهُ تَعَالَى کَأَحْاطَ فَقْطَ ازْرُوَيْهِ عَلَمْ ہے اس میں اللَّهُ عَزَّ وَجَلَ کَی
قَدْرَتَ کَأَبْحِی مَنْكِرَهُوا، اللَّهُ عَزَّ وَجَلَ کَی صَفَتَ بَصَرَ سَهْجِیَ بَلْ بَصَرَهُوا، اپنی مَسْتَنَدَهُ کَتَابَوْنَ کَأَبْحِی خَلَقَ
کَی، خَوْدَ اپنی بَیْوَدَه تَجَرِیرَ سَهْجِیَ تَنَاقْضَ وَاخْلَافَ کَیَا۔ وَجْهَ سَنَتَهُ:
ضَرَبَ ۴۳ م: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

اَلَا انْهُمْ فِي مَرِيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ سُنْتَاهُ وَهُشَكَ مِنْ هُنَّ اَنْتَهُمْ رَبُّكُمْ سَهْجِیَ
اَلَا اَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مَحِيطٌ لَهُ سُنْتَاهُ وَهُشَكَ مِنْ هُنَّ اَنْتَهُمْ رَبُّكُمْ سَهْجِیَ

ضَرَبَ ۵۵ م: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مَحِيطًا۔

ضَرَبَ ۶۴ م: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَاللهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مَحِيطٌ لَهُ سُنْتَاهُ وَهُشَكَ مِنْ هُنَّ اَنْتَهُمْ رَبُّكُمْ سَهْجِیَ
اَنْ تَعْيَوْنَ آيَتَوْنَ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَ کَوْمِحِيطَ بَتَایَا ہے، اَحْاطَهُ عَلَمَ کَی آیَتَ جُدَادَہُ ہے:

لَهُ كَتابُ الْسَّارِ وَالصَّفَالِ الْبَيْقَى بَابُ جَارِ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى الرَّحْمَنُ عَلَى عِرْشِ سَتْوَى الْمَكْتَبَةِ الْأَثْرَى سَانْكَلِلْ شِغْوَرُو ۱۵۲/۲

لَهُ الْعَتَدُ آنَ الْكَيْم ۳۱/۵۲

لَهُ " " ۱۲۶/۳

لَهُ " " ۲۰/۸۵

وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا^۱ بیشک اللہ تعالیٰ کا عالم ہر شے کو محیط ہے (ت)
ضرب ۳۷ : ترجمہ رفیعہ میں ہے :

”خبردار ہو تحقیق وہ یہ شک کے ہیں ملاقات پروردگار اپنے کی سے، بخدا ر ہو تحقیق
 وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے۔“^۲

ضرب ۳۸ : اُسی میں ہے :
 ”اوْرَبَهُ اللَّهُ أَنْتَ هُرْبَرْ ہر چیز کے گھیرنے والا۔“^۳

ضرب ۳۹ : اُسی میں ہے :
 ”اوْرَبَهُ اللَّهُ أَنْتَ کَتِبْتَهُ سے گھیر رہا ہے۔“^۴

ضرب ۵۰ : موضع القرآن میں ہے :
 ”سُنْتَ هَيْ وَهُدُوكَ میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے، سُنْتَ ہے وہ گھیر رہا ہے
 ہر چیز کو۔“^۵

ضرب ۵۱ : اُسی میں زیر آیت ثالثہ ہے :
 ”اوْرَبَهُ اللَّهُ نَّأَنْ کَرْدَ سے گھیرا ہے۔“^۶

ان دونوں تیرے مستند مترجموں نے بھی یہ احاطہ خود اللہ عز وجل ہی کی طرف نسبت کیا۔

ضرب ۵۲ : اُسی میں زیر آیت ثانیہ ہے :
 ”اللَّهُ كَذَبَ مِنْ ہے سب چیز۔“^۷ یہ احاطہ از روئے قدرت لیا۔

ضرب ۵۳ : جامع البيان میں زیر آیت اولیٰ ہے :

لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۖ ۱۲/۶۵

۱۰ ترجمہ شاہ رفیع الدین آیۃ ۳۱/۵۳ ممتاز کپنی لاہور ص ۵۲۹ و ۵۳۰

۱۱ " " " ممتاز کپنی لاہور ص ۱۰۹ ۱۲۶/۳

۱۲ " " " ۱۲/۸۵ ص ۶۵

۱۳ موضع القرآن ترجمہ تفسیر شاہ عبد القادر علی^۸ تاج کپنی لاہور ص ۱۱

۱۴ " " " " " " " " " ص ۱۶

۱۵ " " " " " " " " " ص ۱۲۰

الكل تحت علمه وقدرته۔
لینے سب اُس کے علم و قدرت کے نیچے ہیں۔

ضرب ۵۴ : زیر آیت ثانیہ ہے :
بعلمه وقدرته اللہ عالم وقدرت دونوں کی رُو سے محیط ہے۔

ضرب ۵۵ : مدارک شریف میں زیر آیت ثالثہ ہے :
عالِم باحوالہم وقدر علیہم وہم لینے اللہ اُن کے احوال کا عالم اور ان پر قادر
لایعجزونہ یہ ہے وہ اسے عاجز نہیں کر سکتے۔

ضرب ۵۶ : کتاب الاسفار میں ہے :
المحیط راجم الی کمال العلم و
القدسۃ بکے
اسم الہی محیط کے معنے کمال علم و قدرت کا طرف
راجح ہیں۔

ان تیرے مستندوں نے احاطہ فقط ازروے علم ہونا کیسا باطل کیا۔

ضرب ۵۷ : اللہ عزوجل کی بصیرتی محیط ہے، قال تعالیٰ :
انہ بكل شئی بصیر ۵
انہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

ضرب ۵۸ : اس کا سمع بھی محیط اشیاء ہے۔
کما حققه عالم اہل السنۃ مدظلہ جیسا کہ عالم اہلست نے "سبحن السبوح"
کے منہیات میں اس کی تحقیق فرمائی ہے (ت)
فی منہیات سبحن السبوح۔

ضرب ۵۹ : قدرت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ :
ان اللہ علیٰ کل شئٍ قدیر ۵
بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے (ت)

ضرب ۶۰ : خالقیت بھی محیط ہے، قال تعالیٰ :
خالق کل شئٍ فاعبدوه ۶
اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے پسی کی عبادت کرو۔ (ت)

ہلہ جامع البيان للحادی بن عبد الرحمن آیۃ ۵۳/۲۱ دار نشر المکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ
۲۵۲/۲
۱۳۹/۱
۳۳۴/۳
۱۲۶/۳

۳۰۰ مدارک التزویل (تفسیر النفس) ۲۰/۸۵ دار الكتاب العربي بیروت
۸۱/۱
۱۰۹/۲
۱۰۷/۲
۱۰۹/۲

۱۹/۲
۱۰۲/۶
۱۰۲/۶

ضرب ۶۱ : مالکیت بھی محیط ہے ، قال تعالیٰ :

بِيَدِهِ ملْكُوتُ كُلِّ شَفَعٍ لِهِ اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا قبضہ ہے (ت)
اس بے خرد دہانی نے فقط ازروے عالم کہہ کر ان تمام صفاتِ الہی کے احاطے سے انکار کر دیا ، آنکھیں رکھتا ہو تو سوچ جیسے کہ اپنی گھری جہالت کی گھٹائی پ اخیری میں کتنی آیتوں کا رد کر گیا۔

بِأَنَّهُ أَنْذَرَهُ بِبِرْهَبٍ مُّتَّقِدٍ مِّنْ لِحَيَّ تَوْبَةٍ إِلَيْهِ مُّلَكُّ الْمُلْكَوَاتِ کہ ہمارے مولیٰ تعالیٰ کا علم محیط ہے جیسا کہ سورہ طلاق میں فرمایا ، اور احاطہ علم کے معنے ہیں معلوم ہیں کہ

لَا يَعْزِبُ عَنْهُ مُتَّقَالٌ ذَرَّةٌ فِي السَّمَاوَاتِ اس سے غائب نہیں وہ بھر کو پھیلایا ہے
وَلَا فِي الْأَرْضِ لِيَهُ اور نہ زمین میں۔ (ت)

اور ہمارا مولیٰ عز وجل محیط ہے جیسا کہ سورہ نسار ، سورہ فصلت و سورہ بروج میں ارشاد فرمایا
اور اس کا احاطہ ہماری عقل سے درست ہے۔

امتابہ حکل من عند ربنا ۔ ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب
کے پاس سے ہے۔ (ت)

اور اگر مسلک متاخرین چلئے تو اللہ تعالیٰ جس طرح ازروے عالم محیط ہے یونہی ازروے قدرت
ازروے سمع و ازراہ بصر و از جہت ملک و ازو جعلی وغیرہ لک ، تو فقط علم میں احاطہ مختصر کر دینا ان
سب صفات و آیات سے منکر ہو جانا ہے۔

ضرب ۶۲ : بیوقوف چند سطربعده مانے گا کہ جتنی صفتیں کلام شارع میں دارد ہیں ان سے سکوت
نہ ہو گا یہاں احاطہ ذات سے سکوت کیسا ، انکار کر گیا مگر دہانی را حافظہ نباشد ، یہ کیا صریح
تناقض ہے۔

تیسرا تیانچہ

اصل تیانچہ قیامت کا تیانچہ جس سے محسمی گمراہی کا سرہ ہو جائے
بیدنہیب گراہ نے صاف بک دیا کہ اس کا معمود مکان رکھتا ہے عرش پر بستا ہے

لہ الفرقان الحکیم ۳۶/۸۳

۳/۳۳ " "

۳/۴ " "

تعالی اللہ علیک قول الظہرون علو اکبیرا ۵ (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو ظالم کہتے ہیں۔ ت)

ضرب ۶۳ : وَهَا يَرْجِعُ مَحْسُومٌ كے پیر مغاں آئھیں انجہانی علیہ ما علیہ کے دادا پیر اور استاد اور باپ یعنی جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ارشاد اور گزر اکہ اہلسنت کے اعتماد میں اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے، اس کے یدعیٰ ہونے میں انہیں کافتوںی کافی۔

ضرب ۶۴ تا ۷۴ : بَحْرُ الْأَنْتَقِ وَالْمَكْيَرِ وَفَاتِحُ خَانٍ وَفَاتِحُ الْخَلَاصَةِ کی عبارتیں بھی اور گزریں کہ جو اللہ عزوجل کے لئے مکان مانتے کافر ہے۔

یہ تو اپر کے پانچ تھے اب اصل طرز کے لیجے یعنی اُسی کی مستند کتابوں سے اُسے ریگیدنا، پھر کچھ دلائل قاطع عقلیہ و نقلیہ کے جگہ وز جوش گزار تیروں سے مجسمیت کا کلیجا چھیندا۔ وَبَأَنْهُ التَّوْقِيْنُ وَوَصْوَلُ التَّحْقِيقِ۔

ضرب ۷۸ : مَارِكُ شَرِيفُ سُورَةِ اعْرَافِ میں ہے،
انہ تعالیٰ کان قبیل العرش ولا مکات و بیشک اللہ تعالیٰ عرش سے پہلے موجود تھ
هو الْأَنْتَقُ كَمَا کانَ لَانَ التَّغْيِيرَ مَنْ جب مکان کا نام و نشان نہ تھا اور وہ اب صفات الاكوان لے بھی ویسا ہی ہے جیسا جب تھا اس نے کہ بدل جانا تو مخلوق کی شان ہے۔

ضرب ۷۹ : يُؤْنَى سُورَةَ طَرِیْمٍ تصریح فرمائی کہ عرش مکانِ الہی نہیں، اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے۔ عبارت س بالقا منقول ہوتی۔

ضرب ۸۰ : سورة نُوس میں فرمایا،
ای استولی فقد یقدس السیان استوار بمعنی استیلا، و غلبہ ہے بمعنی مکانت
جل و عن عن المکان و المعبد عن الحدود لیے اس لئے کہ اللہ عزوجل مکان سے پاک اور معبد جل و علا حدود نہایت سے منزہ ہے۔
هزار نفرین اُس سیحیا آنکھ کو جوایسے ناپاک بول بول کر ایسی کتابوں کا نام لیتے ہوئے ذرا نہ چھکے۔

ضرب اے : امام بہیقی کتاب الاسمار والصفات میں امام ابی عبد اللہ حلیمی سے زیر اسم پاک متعال نقل فرماتے ہیں :

یعنی نام الہی متعال کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عز وجل اس سے پاک و منزہ ہے کہ جو باتیں مخلوقات پر روا ہیں جیسے جرو، بیٹا، آلات، اعضاء، تخت پر بیٹھنا، پروں میں چھپنا، ایک مکان سے دوسرا کی طرف منتقال کرنا (جس طرح چڑھنے اور نہ چلنے، کھڑھنے میں ہوتا ہے) اس پر روا ہر سکنیں اس لئے کہ ان ہیں بعض باتوں سے نہایت لازم آئے کی لیف سے احتیاج بعض سے بدلتا متغیر ہونا اور ان میں سے کوئی امر اللہ عز وجل کے لائق نہیں، نہ اس کے لئے امکان رکھے۔

کیوں پختائے تو نہ ہو گے کتاب الاسمار کا حوالہ کر، تفت ہزار تفت دہابیہ محمد کی بے حیائی پر ۔

ضرب ۲۷ : باب ما جاہ فی العرش میں امام سلیمان خطابی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں، مسلمانوں کے اس قول کے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، یعنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یا وہ اس کا مکان ہے یا وہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ تو اپنی تمام مخلوق سے زدال ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وارد ہوئی قویم نے مانی اور چکونگی اس سے دور و مسلوب جانی اس لئے کہ اللہ کے مشاہر کوئی

لے کتاب الاسمار والصفات للبیهقی جامع ابوبکر ذکر الاسمار التي تتبع لفقی المتبیہ المکتبۃ الارثیۃ سانکلہ مل شخو پورہ ۲۹۶۴

معناہ المرتفع عن اس یجوت علیہ مایجوت علی المحدثین من الان واج والاولاد والجوارح والاعضاء واتخاذ السریر للجلوس علیہ ، والاحتجاب بالستور عن ان تنفذ الابصار علیہ ، و الانفال من مکان الی مکان ، و نحو ذلك فان اثبات بعض هذه الاشياء یوجب النهاية وبعضها یوجب الحاجة، وبعضها یوجب التغیر والاستحالۃ، و شيء من ذلك غير لائق بالقدیم ولا جائز علیہ ^ل

السميع العليم ^{لہ}
چیز نہیں اور وہی ہے مخفی دیکھنے والا۔
ضرب ۳ کے : اُس سے گزر اکر اللہ عزوجل کے علو سے اُس کا مکان بالائیں ہونا مراد نہیں، مکان
اُسے نہیں تھی تا۔

ضرب ۴ : نیز یہ کلیہ بھی گزر اکر جو اجسام پر روا ہے اللہ عزوجل پر روا نہیں۔
ضرب ۵ : اُسی میں یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے طبقات آسمان پھر ان کے اوپر عرش پھر طبقات زمین کا بیان کر کے فرمایا:
قسم اُس کی حین کے دست قدرت میں محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر
تم کسی کو رستی کے ذریعہ سے ساتوں زمین تک
لٹکاؤ تو وہاں بھی وہ اللہ عزوجل ہی تک
پہنچے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ ہی ہے اول و
آخر و ظاهر و باطن۔

والذی نفس محمد بیده لوانکم دلیتم
احد کم بحیل الی الا سڑ
السابعة له بیط علی اللہ تبارک و تعالیٰ
شَمَّ قرأتُ سَوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَ
وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ ^{لہ}

اس حدیث کا پھلا فقرہ اللہ عزوجل سے
نفی مکان پر دلالت کرتا ہے اور یہ کہ بنہ کہیں
ہو اللہ عزوجل سے قرب و بعد میں یکساں ہے
اور یہ کہ اللہ ہی ظاہر ہے تو دلالت سے اُسے
پچھاں سکتے ہیں اور وہی باطن ہے کسی مکان
میں نہیں کریوں اُسے جان سکیں۔

اقول یعنی اگر عرش اُس کا مکان ہوتا تو جو ساتوں زمین تک پہنچا وہ اُس سے
کمال دوری دیکھ پر ہو جاتا ہے کہ وہاں بھی اللہ ہی تک پہنچتا اور مکانی چیز کا ایک آن میں و مختلف
لئے کتاب اسما و الصفات باب ماجار فی العرش والکرسی المکتبۃ الازمہ سانکلہل شخپورہ ۱۲۹/۲
۲۰ کتاب اسما و الصفات لیسیشی جامع ابواب ذکر اسماں کی تبع فی التشبیہ المکتبۃ الازمہ سانکلہل ۱۳۲/۲
۳۰

اُس حدیث کے بعد امام فرماتے ہیں:
الذی روی فی آخرهذا الحدیث اشارۃ
النفی المکان عن اللہ تعالیٰ وات
العبد ایضاً کان فهو فی القرب و البعد
من اللہ تعالیٰ سواه، وانه الظاهر،
فيصح ادراکه بالدلالة، الباطن
فلا يصح ادراکه بالكون فی مکان ^{لہ}

مکان میں موجود ہونا محال، اور یہ اُس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا و زیریں و فقر اس سے بھرے ہوئے مانو کہ تجزیہ وغیرہ صد ہا استحالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو اسفل وادیٰ کہنا بھی صحیح ہو گا لاجرم قطعاً یقیناً ایمان لانا پڑے کہ عرش و فرش کچھ اُس کا مکان نہیں، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماحتت الشُّرْقِ میں، نہ کسی جگہ میں، ہاں اس کا علم و قدرت و سمع و بصرو ملک ہر جگہ ہے جس طرح امام ترمذی نے جامع میں ذکر فرمایا۔

ضرب ۶۷: پھر فرمایا،

یعنی اور بعض ائمہ اہلسنت نے اللہ عزوجل سے نقی مکان پر تبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ اپنے رب عزوجل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو کوئی تجھ سے اور پر نہیں، اور تو ہی باطن ہے تو کوئی تیرے نیچے نہیں۔ جب اللہ عزوجل سے نہ کوئی اور ہوا نہ کوئی نیچے تو اللہ تعالیٰ کسی مکان میں نہ ہوا۔

واستدل بعض اصحابنا فی نقی المکان عنہ تعالیٰ بقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "انت الظاهر فليس فوقك شئ وانت الباطن فليس دونك شئ" واذا لم يكتف فوقة شئ ولا دونه شئ لم يكن في مكان

یہ حدیث صحیح مسلم تریعت و سنن ابن داود میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ورواد البیهقی فی الاسم الاول والآخر (اسے بھیتی نے اسم اول و آخر میں ذکر کیا ہے۔ ت) اقول حاصل دلیل یہ کہ اللہ عزوجل کا تمام امکان زیر و بالا کو بھرے ہونا تو بد اہم محال ہے ورنہ وہی استحالے لازم آئیں، اب اگر مکان بالا میں ہو گا تو اشیاء اس کے نیچے ہوں گی اور مکان زیریں میں ہو تو اشیاء اس سے اور ہوں گی اور وسط میں ہو تو اور نیچے دونوں ہونگی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، نہ اس سے اور کچھ ہے نہ نیچے کچھ۔ تو واجب ہوا کہ مولے تعالیٰ مکان سے پاک ہو۔

ضرب ۷۸: عرش فرش جس جگہ کو معاذ اللہ مکانِ الہی کہوا اللہ تعالیٰ ازل سے اس میں مستکن تھا یا اب تکن ہوا، پہلی تقدیر پر وہ مکان بھی اذلی محشر اور کسی مخلوق کو اذلی مانتا با جماع مسلمین

کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عزوجل میں تغیر آیا اور یہ خلافِ شانِ الوہیت ہے۔

ضرب ۸ ۷ : اقول مکانِ خواہ بعدِ موہوم ہو یا مجرد یا سطحِ حاوی مکین کو اُس کا محیط ہو لازم، محیط یا مماس بعض شے مکان بعض یا بعض مکان ہے نہ مکان شے، مثلاً ٹوپی کو نہیں کہہ سکتے کہ پہنچنے والے کامکان۔ تم جو تا پہنچنے ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ تمہارا مکان جوئے میں ہے، تو عرش اگر معاذ اللہ مکانِ الہی ہو لازم کہ اللہ عزوجل کو محیط ہو، یہ محال ہے۔ قال اللہ تعالیٰ : وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا اللَّهُ تَعَالَى عَرْشَ وَفَرْشَ سب کو محیط ہے۔ وہ احاطہ بوعقل سے دراء ہے اور اس کی شانِ قدوسی کے لائق ہے اس کا غیر اسے محیط نہیں ہو سکتا۔

ضرب ۹ ۷ : نیز لازم کہ اللہ عزوجل عرش سے چھوٹا ہو۔

ضرب ۸۰ ۸۰ : نیز محدود و محصور ہو۔

ضرب ۸۱ ۸۱ : ان سب شناختوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی باطل ہو گئی، آیت میں عرش پر فرمایا ہے اور عرش مکانِ خدا ہو تو خدا عرش کے اندر ہو گا نہ کہ عرش پر۔

ضرب ۸۲ ۸۲ : اقول جب تیرے نہ دیک تیرا معبود مکانی ہوا تو دو حال سے خالی نہیں جزو۔ لا تجزی کے برابر ہو گایا اس سے ہے، اول باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرا معبود ہر چیز کی چیز سے چھوٹا ہوا، ایک دانہ ریگ کے ہزاروں لاکھوں حصے سے بھی کمتر ہوا، نیز اس صورت میں صد ایات و احادیث عین وید و وجہ و ساق وغیرہ کا انکار ہو گا کہ جب متشابہات ظاہر پر محمول ٹھہریں تو یہاں بھی معانی مفہومہ ظاہرہ مراد ہیں واجب ہوں گے اور جزو۔ لا تجزی کے لئے آنکھ، ہاتھ، چہرہ، پاؤں ممکن نہیں۔ اگر کہتے وہ ایک ہی جزو۔ ان سب اعضاء کے کام دیتا ہے، لہذا ان ناموں سے مسمی ہوا تو یہ بھی باطل ہے کہ اولاً تو اس کے لئے یہ اشیاء مانی گئی ہیں زیر کہ وہ خود یہ اشیاء ہے۔ ثانیاً باعیننا اور بدل یہ اکا کیا جواب ہو گا کہ جزو۔ لا تجزی میں دو فرض نہیں کر سکتے اور مبسوط تان تو صراحتہ اس کا ابطال ہے جو ہر فرد میں بسط کیا، اور ثانی بھی باطل ہے کہ اس تقدیر پر تیرے معبود کے مکملے ہو سکیں گے اس میں حصے فرض کر سکیں گے اور معبود حق عز جلالہ اس سے پاک ہے۔

ضرب ۸۳: اقول جو کسی چیز پہنچا ہوا سکتی ہے اس کی توبہ ہی صورتیں ممکن ہیں، یا تو وہ بیٹھک اس کے برابر ہے یا اس سے بڑی ہے کہ وہ بیٹھا ہے اور جگہ خالی باقی ہے یا چھوٹی ہے کہ وہ پورا اس بیٹھک پر نہ آیا کچھ حصہ باہر ہے۔ اللہ عزوجل میں یہ تینوں صورتیں محال ہیں؛ وہ عرش کے برابر ہو تو جتنے حصے عرش میں ہو سکتے ہیں اُس میں بھی ہو سکیں گے، اور چھوٹا ہو تو اُسے خدا کرنے سے بوش کو خدا کھنا اولے ہے کہ وہ خدا سے بھی بڑا ہے اور بڑا ہو تو باتفاق حصے متین ہو گے کہ خدا کا ایک حصہ عرش سے ملا ہے اور ایک حصہ باہر ہے۔

ضرب ۸۴: اقول خدا اس عرش سے بھی بڑا بن سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو عاجز ہوا حالانکہ ان اللہ علیٰ کل شیٰ قدیر (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) اور اگر ہاں تواب اگر خدا عرش سے چھوٹا نہیں برابر بھی ہو تو جب عرش سے بڑا بن سکتا ہے اپنے سے بڑا بھی بن سکتا ہے کہ جب دونوں برابر ہیں تو جو عرش سے بڑا ہے خدا سے بھی بڑا ہے اور اگر خدا عرش سے بڑا ہے تو غیر متناہی بڑا نہیں ہو سکتا کہ لاتناہی البعد دلائل قاطعہ سے باطل ہے لاجرم بقدر متناہی بڑا ہو گا، مثلاً عرش سے دونا فرض کیجئے، اب عرش سے سو اُن دلائل یون دلگنی ملکی مقداروں کو روچھتے جائیے کہ خدا ان کے بنائے پر قادر ہے یا نہیں، جہاں انکار کرو گے خدا کو عاجز کو گے اور اور کرتے جاؤ گے تو وہی مصیبت اڑے آئے گی کہ خدا اپنے سے بڑا بن سکتا ہے۔

ضرب ۸۵: اقول یہ تو ضرور ہے کہ خدا جب عرش پر بیٹھے تو عرش سے بڑا ہو ورنہ خدا اور مخلوق برابر ہو جائیں گے یا مخلوق اس سے بڑی مٹھرے گی اور جب وہ بیٹھنے والا اپنی بیٹھک سے بڑا ہے تو قطعاً اس پر پورا نہیں آ سکتا جتنا بڑا ہے اتنا حصہ باہر ہے کہ تو اس میں دو حصے ہوئے ایک عرش سے لگا اور ایک الگ۔ اب سوال ہو گا کہ یہ دونوں حصے خدا ہیں یا جتنا عرش سے لگا ہے وہی خدا ہے باہر والا حدائقی سے جدا ہے یا اس کا عکس ہے یا ان میں کوئی خدا نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ خدا ہے، پہلی تعداد پر دو خدا لازم آئیں گے، دوسری تعداد عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ خدا تو اتنے ہی کا نام رہا جو عرش سے ملا ہوا ہے، تیسرا تعداد رُخ ایک عرش پر نہ بیٹھا کہ جو خدا ہے وہ الگ ہے اور جو لگا ہے وہ خدا نہیں، پوچھتی پر عرش خدا کا مکان نہ ہوا کہ وہ اگر مکان ہے تو اُتنے ملکتے کا جو اس سے ملا ہے اور وہ خدا نہیں۔

ضرب ۸۶: اقول جو مکافی ہے اور جو رلایتجرنے کے برابر نہیں اُسے مقدار سے مفر نہیں اور مقدار غیر متناہی بالفعل یا اطلل ہے اور مقدار متناہی کے افواہ نامتناہی ہیں اور شخص معین کو ان میں سے کوئی قدر معین ہی عارض ہوگی، تو لاجرم تیرا معبود ایک مقدار مخصوص محسود پر ہو اس تخصیص کو علت یے چارہ نہیں مثلاً کروڑ گز کا ہے تو دو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، دو کروڑ کا ہے تو کروڑ کا کیوں نہ ہوا، اس تخصیص کی علت تیرا معبود اُپ ہی ہے یا اس کا غیر، اگر غیر ہے جب تو سب خداو ہی ہے جس نے تیرے معبود کو اسے یا اُتنے گز کا بنایا، اور اگر خود ہی ہوتا ہم بہر حال اُس کا حادث ہوتا لازم کامور تساویۃ النسبۃ میں ایک کی ترجیح ارادے پر ہوتا وقف، اور ہر مخلوق بالا رادہ حادث ہے تو وہ مقدار مخصوص حادث ہوتی اور مقداری کا وجود پر مقدار کے محال، تو تیرا معبود حادث ہوا، اور تقدم الشی علی نسبہ کا لازم علاوہ۔

ضرب ۸۷: اقول ہر مقدار متناہی قابل زیادت ہے تو تیرے معبود سے بڑا اور اس کے بڑے سے بڑا ممکن۔

ضرب ۸۸: اقول جہات فوق وتحت و مفہوم اضافی ہیں ایک کا وجود بے دوسرے کے محال، ہر کبھی جانتا ہے کہ کسی چیز کو اپر نہیں کہہ سکتے جب تک دوسری چیز نہ ہو، اور ازل میں اللہ عزوجل کے سو اپنے نہ تھا۔ صحیح البخاری شریف میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کات اللہ تعالیٰ ولعیکن شوٹ غیرہ۔ اللہ تعالیٰ نہ کات اور اس کے سو اپنے نہ تھا۔ تو ازل میں اللہ عزوجل کا فوق یا تحت ہونا محال، اور جب ازل میں محال بھا تو ہمیشہ محال رہے گا ورنہ اللہ عزوجل کے ساتھ حادث کا قیام لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ کتاب الاسفار والصفات میں امام ابو عبد اللہ طیبی سے ہے:

جب اللہ تعالیٰ کو عزیز کہا جائے تو اس سے اذاقیل اللہ العزیز فانما یراد بہ ادعاً تراف له بالقدم الذی لا یتهیأ معه تغیرہ عالم یذل عليه من القدرة والقوّة ، و
--

ذلك عائد الى تنزيهه تعالى عمما يحوّل على
المصنوعين لاعراضهم بالخدوش في
الحوادث تغيرها ياتي في
انفسهم للحوادث ان تصيبهم وتغيرهم في

ضرب ۸۹ : أقول هر ذي جبت قابل اشارة حسید ہے کہ اوپر ہوا تو انگلی اوپر کو اٹھا کر بتا سکتے ہیں کہ وہ ہے اور نیچے ہوا تو نیچے کو۔ اور ہر قابل اشارة حسید متحرز ہے اور متحرز جسم یا جسمانی ہے اور ہر جسم د جسمانی محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے تو واجب اک جبت سے پاک ہونا اور ہر نیچے ن آگئے نیچے، نہ مہنے نہ بائیں تو قطعاً لازم کہ کسی مکان میں ہو۔

ضرب ۹۰ : أقول عرش زمین سے غایت بُعد پر ہے اور اللہ بندے سے نہایت قرب میں۔
قال اللہ تعالیٰ :

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدَ^{۷۵}
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

اذا سألك عبادی عن فاني
قمیب یہ
جب تجھے سے میرے متعلق میرے بندے سوال کریں
تو اگر عرش پر اللہ عزوجل کامکان ہوتا اللہ تعالیٰ ہر دور تر سے زیادہ ہم سے دور ہوتا، اور وہ
بنص قرآن باطل ہے۔

ضرب ۹۱ : مولیٰ تعالیٰ اگر عرش پر چڑھا بیٹھا ہے تو اس سے اُتر بھی سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں
تو عاجز ہوا اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو جب اُترے گا عرش سے نیچے ہو گا تو اس کا اسفل ہونا
بھی ممکن ہوا اور اسفل خدا نہیں۔

ضرب ۹۲ : أقول اگر تیرے میبود کے لئے مکان ہے اور مکان و مکافی کو جبت سے چارہ
نہیں کہ جہات نفس امکنہ میں یا حدود امکنہ، تواب دو حال سے خالی نہیں، یا تو آفتاب کی طرح صرف
ایک ہی طرف ہو گا یا آسمان کی مانند ہر جبت سے محیط۔ اولیٰ باطل ہے بوجوہ:

لِهِ كُتُبُ الْكِسَارِ وَالصَّفَا لِيَهُمْ قِيَ جَمَاعٌ أَبْوَابٌ ذُكْرُ الْكِسَارِ الَّتِي تَبِعُ نَفْقَ الشَّبِيرِ إِذَا الْمَكْبَثَةُ الْأَثْرِيَةُ سَانِكَلٌ هِلْ شِخْنُو بُورَه ۱٪

۷۵ - القرآن الحكيم ۵۰/۱۶

۱۸۶/۲

اوْلًا آیَةً كَرِيمَةً وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا (اللَّهُ تَعَالَى كَيْفَ يَقْدِرُ هُنَّا كُلُّ هُنَّا كَيْفَ يَعْلَمُونَ) کے مقابلت ہے۔

ثَانِيًّا كَرِيمَةً اِيَّنَمَا تُولَّوْ فَشَمْ وَجْهَ اللَّهِ (تم جدھر پھرو تو دہان اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تھے)

کے خلاف ہے۔
ثَالِثًا زَمِينَ كَرِيمَةً لِيَعْنِي كَوْلَهُ ہے اور اُس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوتی ہے اور بھروسہ اللہ ہر جگہ
اسلام پھجا ہوا ہے نبی پرانی دُنیا میں سب محدث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمے سے گھونٹے
رہی ہیں شریعت مطہرہ تمام تعالیٰ کو عام ہے۔

وَهُوَ أَكْلُ ذَاتٍ هُوَ جِسْ نَفَقَ أَپْنَى خَاصَ بَنْدَهُ بِهِ
تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ
قُرْآنَ نَازِلَ فَرِيَا تَأْكُرْ سَبْ جَهَانُوْنَ كَمَ لَهُ دُرْ
لِيَكُونَ لِلْعُلَمَاءِ نَذِيرًا۔

سَانَةَ وَالاَهُو۔ (ت)

اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں :

جَبْ تَمْ مِنْ كُوئَيْ شخصَ نَمَازَ مِنْ ہُوتاَ ہے توَ اللَّهُ
انَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَاتَّ اللَّهُ
تَعَالَى اَسْ كَمْنَهُ كَمْ سَامِنَهُ ہے توَ هُرَّگُزْ كُوئَيْ
شَخْصٌ نَمَازَ مِنْ سَامِنَهُ كَمْ كَحْكَارَتَهُ دَائِلَهُ۔

وَجْهَهُ فِي الصَّلَاةِ۔

اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی طرف ہے تو ہر پارہ زمین میں نماز پڑھنے والے کے سامنے کیوں نکر ہو سکتا ہے۔
سَابِعًا ان گراہوں مکان و جست مانند والوں کے پیشواؤں ابن تیمیر وغیرہ نے اللہ تعالیٰ
کے جنت بالا میں ہونے پر خود ہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہاں کے مسلمان دعا و مناجات کے
وقت پاٹھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ - پُر نظاہر کریم دلیل طبل کلیل کہ امیر کرام جس کے پرچے
اڑاچھے اگر ثابت کرے گی تو اللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا کہ ایک ہی طرف ہوتا تو دیں کے

لِهِ الْعَسْرَ آنَ الْكَرِيمَ ۖ ۱۲۶ / ۳

۱۱۵ / ۲

۱۰۴ / ۱

سَمِيعُ الْبَخَارِيُّ كَتَابُ الْأَذَانَ بَابُ حَلْيَتْ لَامِنْزِلَ بَهْ قَدِيمَ كَتَبُ خَانَهُ كَرَاجِيٌّ

مسلمان سر کی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے یا قی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیونکہ اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہتے والوں پر لازم ہوتا کہ اپنے پاؤں کی طرف ہاتھ پڑھائیں کہ ان مجسم کا معبود ان کے پاؤں کی طرف ہے۔ باجلد پہلی شق باطل ہے۔ رہی دوسری اس پر یہ احاطہ عرش کے اندر اندر ہرگز نہ ہو گا ورنہ استوار باطل ہو جائے گا، ان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہو گا نبھے فستار پائے گا، لاجوم عرش کے باہر سے احاطہ کرے گا اب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہو گا تو عرش آئے کامکان کیونکہ ہو سکتا ہے بلکہ وہ عرش کامکان ٹھہرا اور اب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہو گیا کہ جو چیز اپنے اندر ہوا اس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے کیا تھیں کہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طال پر بیٹھے ہوئے ہو، مگر اہو! حجۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔

ضرب ۹۳: اقوال شرع مطہر نے تمام جہاں کے مسلمانوں کو نماز میں قبلہ کی طرف منزہ کرنے کا حکم فرمایا، یہی حکم دلیل قطعی ہے کہ اللہ عزوجل جنت و مکان سے پاک و بری ہے، اگر خود حضرت عودت جلال کے لئے طرف وجہت ہوتی تو محض محل و باطل تھا کہ اصل معبود کی طرف منزہ کے اس کی خدمت میں کھڑا ہونا اس کی عظمت کے حضور پیغمبر ﷺ کے سامنے خاک پر منہ ملن چھوڑ کر ایک اور مکان کی طرف سجدہ کرنے لگیں حالانکہ معبود دوسرے مکان میں ہے، بادشہ کا مجرمی اگر بادشاہ کو چھوڑ کر دیوان خانہ کی کسی دیوار کی طرف منزہ کے آداب مجرایجا لائے اور دیوار ہی کے سامنے ہاتھ باندھ کھڑا رہے تو یہ ادب مسخرہ کہلاتے گا یا مجذون پاگل۔ ہاں اگر معبود سب طرف سے زین کو گھیرے ہوتا تو البتہ جنت قبلہ منفرد کرنے کی وجہت نکل سکتی کہ جب وہ ہر سرت سے محیط ہے تو اس کی طرف منزہ تو ہر حال میں ہو گا ہی، ایک ادب قاعدے کے طور پر ایک سمت خاص بنادی گئی، مگر معبود ایسے گیرے سے پاک ہے کہ یہ صورت دوہی طور پر مستحور ہے، ایک یہ کہ عرش تافرش سب جگہیں اس سے بھری ہوں جیسے ہر خلا میں ہوا بھری ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عرش سے یا ہر باہر افلاک کی طرح محیط عالم ہو اور نیچے میں خلا جس میں عرش و کرسی، آسمان و زمین و مخلوقات واقع ہیں، اور دونوں صورتیں محال ہیں۔ پھر اس لئے کہ اب وہ صمد نہ رہے گا، صمد وہ جس کے لئے جو فتنہ نہ ہو، اور اس کا جو فتنہ تو اتنا ڈرا ہوا نہیں جب خالی عالم آسمان کی شکل پر ہوا تو تھیں کیا معلوم ہوا کہ وہ یہی آسمان اعلیٰ ہو جسے فلک اطلس و فلک الافلاک کہتے ہیں، جب تشبیہ مطہری تو اس کے استحکامے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے، اور پہلی صورت اس سے بھی شفیع تر و بدیہی البطلان ہے کہ جب صحیحہ مگر اہوں کا وہی معبود عرش تافرش ہر مکان کو بھرے ہوئے ہے تو معاذ اللہ ہر پا خانے خصل خانے میں ہو گا مردوں کے پیٹ اور سورتوں کے

رحم میں بھی ہوگا، راہ چلتے والے اُسی پر پاؤں اور جگہ اڑک کر حلپیں گے معنہ اس تقدیر پر تھیں کیا معلوم کہ وہ ہی ہوا ہو جو ہر جگہ بھری ہے۔ جب احاطہ جسمانیہ ہر طرح باطل ہوا تو بالضرورۃ ایک ہی کنارے کو ہو گا اور شک نہیں کہ کرۂ زمین کے ہر سمت رہنے والے جب نمازوں میں کعبے کو منزہ کریں گے تو سب کا منہ اس ایک ہی کنارے کی طرف ہو گا جس میں تم نے خدا کو فرض کیا ہے بلکہ ایک کامنہ ہے تو دوسرے کی پیچھے ہو گی، تیسرا کا بازار، ایک کام سر ہو گا تو دوسرے کے پاؤں۔ یہ شریعت مطہرہ کو سخت عیب لگانا ہو گا۔ لاجرم ایمان لانا فرض ہے کہ وہ غنی ہے نیاز مکان وجہت و جلد اعراض سے پاک ہے

وَلِلَّهِ الْحَمْدُ۔

ضرب ۹۴؛ اقول صحیحین میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ینزل ربنا کل ليلة الى سماء الدنيا	ہمارا رب عز وجل ہر رات تھائی رات رہے
اس آسمان زیرین تک نزول کرتا اور ارشاد	حین یبقی ثلث اللیل الاخر فی قول من
فرماتا ہے، ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی	یداعونی فاستجیب لہ الحدیث۔
دعا قبول کرو۔	دعا قبول کرو۔

اور ارجاد صحیحہ متواترہ نے ثابت کیا ہے کہ آسمان و زمین دونوں گوں لشکل کرہ ہیں آفتاب ہر آن طلوع و غروب میں ہے، جب ایک مرضی میں طالع ہوتا ہے تو دوسرے میں غروب کرتا ہے، آٹھ پہر ہی حالت ہے تو دن اور رات کا ہر حصہ بھی یونہی آٹھ پر باختلاف مواضع موجود رہے گا اس وقت یہاں تھائی رات رہی تو ایک لختہ کے بعد دوسری جگہ تھائی رہے گی جو پہلی جگہ سے ایک مقدار خفیض پر مغرب کو ہٹی ہو گی ایک لحظہ بعد تیسرا جگہ تھائی رہے گی وعلیٰ ہذا القیاس، تو واجب ہے کہ محیمه کا مبعود جن کے طور پر یہ نزول وغیرہ سب معنی حقیقی پر محل کرنا لازم، ہمیشہ ہر وقت آٹھویں پھر بارھوں میئنے اسی نیچے کے آسمان پر رہتا ہو، غایت یہ کہ جو جو رات سرکتی جائے خود بھی ان لوگوں کے محاذات میں سرکنا ہو خواہ آسمان پر ایک ہی جگہ ملیٹھا اواز دیتا ہو بہر حال جب ہر وقت اسی آسمان پر براج رہا ہے تو عرش پر ملٹھنے کا کون سا وقت آئے گا اور آسمان پر اُترنے کے کیا منع ہوں گے۔

لِهِ صَحِحِ البَخْرَى كِتَابُ التَّهْجِيدِ بَابُ الدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ أَخْرِ الْلِيلِ^۱ قَدِيمٌ كِتَابٌ خَانٌ كَراچِي ۱۵۳ / ۱
صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ اللیل و عدد رکعات انہ ۲۵۷ / ۱

بِسْمِ اللَّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَمْدُ لِلَّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ
افلاطون مولاے علام کہ بلا مراجع ت کتاب ارجح الالکھ دیں، چودہ ایک جلسہ واحدہ خفیفہ میں اور یاپی
تین نماز کے بعد جلسہ نامیں۔ اگر کتب علمیہ کی طرف بوجع کی جائے تو ظاہراً ہست لامل ان میں ان سے جدا ہونے کی بہت ان میں
جدید نماز ہونگے، اور عجب نہیں کہ بعض مشترک بھی میں مگر نہ زیادہ کی فرصت رہ جات، زاس رسالے میں
کتب دیگر سے استناد کا قرارداد، لہذا اسی پر اقصار و قاعات، اور توفیق الہی س تھہ ہو تو انھیں
میں کفایت وہدایت، والحمد للہ رب العالمین۔

اب رَّوَّجَهَا لَاتِ مُخَالِفٌ لِّيَجْعَلَنِي وَهُوَ جَوَاسٌ بِعِلْمِنَيْ اپنی گراہی کے زور میں
دو حدیثیں پیش ہوئیں اپنی مفید جان کر پیش کیں۔

ضرب ۹۵: حدیث صحیح بخاری تو ان علامۃ الدہر صاحب نے بالکل آنکھیں بند کر کے مکھ دی
اپنے معبد کا مکانی وجسم ہونا جو ذہن میں جنم گیا ہے تو خواہی نکوا ہی بھی ہرا ہی ہر اسوجھا ہے، حدیث
کے لفظ یہ ہیں:

فَقَالَ وَهُوَ مَكَانُهُ يَا رَبَّ خَفْفَةٍ
أَقْبَلَ أَنْجَلٌ مِّنْ عَنْ كَوْنِكَمْ مِنْ
عَنْ فَاتَ أَمْتَى لَا تُسْتَطِعُمْ هَذَا^{الله}
آپ نے اپنی جگہ پر فرمایا: اے رب اہم پر
تخفیف فرمائی کونکہ میری امت میں استطاعت
نہیں۔ (ت)

یعنی جب نبی ﷺ علیہ السلام پر جو اس نمازیں فرض ہوئیں اور حضور سدرہ سے واپس
آئے آسمان، سفرت پر موئی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تخفیف چاہئے کے لئے گزارش کی حضور عبشورہ
جریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پھر عازم سدرہ ہوئے اور اپنے اسی مکان سابق پر پہنچ کر
جان تک پہنچ پہنچتے اپنے رب سے عرض کی: الٰہی! ہم سے تخفیف فرمادے کہ میری امت سے
آنی نہ ہو سکیں گی۔

یہاں سید عالم ﷺ علیہ السلام کے مکان ترقی کا ذکر ہے، باولے فاضل نے
جھٹ ضمیر حضرت عزت کی طرف پھیر دی یعنی حضور نے عرض کی اس حال میں کہ خدا اپنے اسی
مکان میں بیٹھا ہو اتحا کہیں چلانہ گیا تھا ولا حول ولا قوٰۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بصیر صاحب
کو اتنی بھی نہ سوچی کہ وہ مکانہ جملہ حالیہ قال اور اس کے مقویے کے درمیان واقع ہے

تو اقرب کو چھوڑ کر بلا دیل کیونکہ گھڑیا جائے کہ یہ حال حضور سے نہیں اللہ عزوجل سے ہے جو اس جملے میں مذکور بھی نہیں ملگا ہے یہ کہ :

من لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فِيمَا لَهُ
كَيْ لَمْ يَنْهَى نُورًا فِيمَا لَهُ
من نُورٍ لَّهُ

کے لئے نور نہیں۔ (ت)

ضرب ۹۶ : اسی مستند کتاب الاسمار والصفات کو دیکھ کر اس حدیث کے بाब میں کیا کیا فرماتے ہیں یہ حدیث شریک بن عبد اللہ بن ابی ذرنے (جنہیں امام حنفی بن معین و امام فتنی نے لیس بالقوی کہا دیے تھے وہی نہیں، اور تم غیر متعددوں کے پیشوں ابن حزم نے اسی حدیث کی وجہ سے وابہی وضعیت بتایا اور حافظ الشان نے تقریب میں صد و قی خطر فسر مایا) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی جس میں جا بجا ثقافت حفاظ کی مخالفت کی اس پر کتاب موضوع میں فرماتے ہیں :

یعنی یہ حدیث مرواج امام ابن شہاب زہری نے حضرت انس بن مالک انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور قادہ نے حضرت انس بن مالک انہوں نے حضرت مالک بن صعصمه رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ان روایات میں اصلًا ان القاظ کا پتہ نہیں اور بیشک شریک نے روایت میں وہ باتیں ذکر کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رحم حدیث جیسی چاہتے انہیں یاد رکھی۔

وروی حدیث المراج ابن شہاب النہری عن انس بن مالک عن ابی ذر وقتادة عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعة رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیس فی حدیث واحد منه ما شئ من ذلك ، وقد ذکر شریک بنت عبد اللہ بن ابی نسر فی روایته هذاما یستدل به علی انه لَمْ يَحْفَظِ الْحَدِيثَ كَمَا يَنْبَغِي لَهُ

ضرب ۹۷ : وجہ مخالفت بیان کر کے فرمایا :

لِهِ الْقُرآنُ الْكَرِيمُ ۖ ۲۴۹ / ۲۴۰

لِهِ مِيزَانُ الْاعْدَالِ بِحِوَالِ النَّاسِ تَرْجِمَةُ ۲۹۹ شریک بن عبد اللہ دار المعرفة بیروت ۲۹۹/۲

لِهِ تَقْرِيبُ التَّهذِيبِ ۖ ۲۴۹ " " " دار المکتب الخلیفی بیروت ۱/ ۳۱۸

لِهِ کتابُ الْاسْمَاءِ وَالصَّفَاتِ لِلْبِیْسِقِیِّ بَابُ مُجَارِ فِی قَوْلِ اللَّهِ "ثُمَّ دَنَافَدَ لِلْأَخْ" الْمَکْبِرَةُ الْأَثْرِیَّ رِسَانْگَلَہِ بَلْ شِیْخُوْرَہِ ۲/ ۱۸۶

حدائقیون شناییث الحدیث سند و متن لہ

ان میں صرف اس قدر ہے کہ رب عزوجل نے فرمایا، بعزم و جلال مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم۔

ارتفاع مکافی کا اصل ذکر نہیں۔ سب بارہ اس سند سے روایت فرمائی:

حدائقیون شناییث الحدیث سند و متن لہ

عن ابی سعید الخدیری۔

یہاں سرے سے قسم کا ذکر ہی نہیں صرف آتا ہے کہ،

قال الرَّبُّ عَنْ وِجْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْفُرْ لَهُمْ رب عزوجل نے فرمایا میں انھیں سہویش بخشتا ما استغفر و فی۔

امام ابی حیان حافظ الحدیث عبد العظیم مذکوری نے بھی یہ حدیث کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ مسند امام احمد و مسند رک حاکم ذکر فرماتی انھوں نے بھی صرف اسی قدر نقل کی کہ بعزم و جلالی۔ اور امام حلبی جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر و جامع کبیر میں بھی بحوالہ مسند احمد و ابی یعلی و حاکم ذکر کی ان میں بھی آتا ہی ہے ارتفاع مکافی کا لفظ کسی میں نہیں، ہاں بھیقی نے کتاب الاسفار میں یہ حدیث اس طبق اخیر ابن القیم سے روایت کی،

حیث قال اخربنا علی بن احمد بن عبدالان ابا احمد بن عبید

شناجعف بن محمد شناقتیۃ شنا ابن لہیعہ عن دساج عن ابی الہیم
عن ابی سعید الخدیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لہ

۱- مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید خدری دارالفنون بیروت ۳/۲۳

۲- " " " " " " " " " " " " ۳/۲۹ و ۳۱

۳- " " " " " " " " " " " " ۳/۲۱

کتاب الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعا الترغیب فی الاستغفار مصطفی ابیالی مصر ۲/۷۶

۴- کتاب الاسفار والصنف لبیقی باب ماجار فی اثبات العزة لله المکتبۃ الاغریب سانکلہل شیخوپورہ ۱/۲۲۱

مرتبہ ایسے شائع الاستعمال نہیں کہ کسی ادنیٰ ذی علم پر مخفی رہیں مگر جاہل پھر دکا کی علاج۔

ضرب ۳۰۲ : اقول ممکن کہ مکان مصدقہ نیمی ہو تو اس کا خاصل کون وجود و ارتفاع و اعلان وجود الہی ہو گا۔

ضرب ۳۰۳ : اضافت تشریفی بھی کبھی کسی ذی علم سے سُنی ہے، کعبہ کو فرمایا؛ بدینی میرا اگر۔
بجرمل امین کو فرمایا؛ سو حنا ہماری رُوح۔ ناقہ صاحب کو فرمایا؛ ناقۃ اللہ اللہ کی اونٹی۔
اب کہہ دینا کہ اللہ کا بڑا شیش محل تو اپر ہے اور ایک چھوٹی سی کوٹھری رات کو سونے کی لکھ میں
بنارکھی ہے اور تیرا معمود کوئی جاندار بھی ہے اپنی سی اوٹنی پرسوار بھی ہے حُر
بیجا باش و اچھے خواہی گوئے

(بے چا ہو جا اور جو چا ہے کہت)

وہی تیری جان کے دشمن امام سہیقی جن کی کتاب الاسفار کا نام تو نے ہمیشہ کے لئے اپنی جان
کو آفت لگادیتے کے واسطے لے دیا اُسی کتاب الاسفار میں بعد عبارت مذکورہ سابق فرمائے ہیں،
ابو سلیمان نے فرمایا کہ یہاں شفاعت کے واقعہ
میں ایک دوسر الفاظ ہے جس کو حضرت قادہ
نے اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکوں نے
ثبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
کیا، تو میرے پاس اہل محشر امین گے شفاعت
کی درخواست کریں گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے
اجازت طلب کروں گا اس کے گھر میں، تو مجھے
اجازت شفاعت ہو گی، فی دامہ سے مراد
وہ دار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء
کے لئے دار بنا یا اور وہ جنت ہے۔ جیسے اللہ
تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور اللہ تعالیٰ دار الاسلام
کی طرف دعوت دیتا ہے (جنت کو اللہ تعالیٰ دار الاسلام
کا دار کہنا) ایسے ہی ہے جیسے بیت اللہ اور حرم اللہ
کہا جاتا ہے اور یہ مراد یعنی ہیں کہ وہ بیت جس کو

قال ابو سلیمان و همہ نالفظة اخری
في قصة الشفاعة من واهات قادة عن
أنس رضي الله تعالى عنه عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم فيأتوني
يعنى اهل المحراب اوفي للشفاعة
فاستأذن على سببي في داره فيؤذن
لي عليه ااع في دامه التي دورها
لا أوليائه وهي الجنة كقوله
عز وجل لهم دار السلام عند
ربهم و كقوله تعالى
”والله يدعوا الم دار السلام“
وكما يقال بيت الله و
حرم الله ، يريدون البيت
الذى جعل الله مشابة

الله تعالیٰ نے وگوں کے مرتبہ بنایا اور وہ حرم جس کو اللہ تعالیٰ نے وگوں کے نئے جائے اس بنایا، اس طرح روح اللہ کما گیا کہ جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو باقی روحوں پر فضیلت دی اور یہ صرف کلامی ترتیب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرعون سے حکایت کرتے ہوئے ہے کہ اس نے کہا: بنی اسرائیل! تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا وہ مجذوب ہے۔ تو یہاں رسول کی اضافت بنی اسرائیل کی طرف کی حالانکہ وہ صرف اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم، جنکو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف بھیجا ہے اہم اختصار (ت)

ضرب ۱۰۵: کہ حدیث اول سے بھی جواب آخر ہے یہ دونوں حدیثیں بھی فرض کر لیں اور مکان اُسی تیرے گمان ہی کے معنے پر رکھیں اور اس کی نسبت جانب حضرت عزت بھی تیرے ہی حسب دلخواہ قرار دیں تو غایت یہ کہ دو حدیث آحادیں لفظ مکان وارہ ہوا اس قدر کیا قابلِ استناد ولا فی اعتدال کر ایسے مسائلِ ذات و صفاتِ الہی میں احادیث اصولاً قابلِ قبول نہیں وہی تیرے دشمن مستند، امام بیہقی اُسی کتاب الاسمار والصفات میں فرماتے ہیں:

ہمارے ائمہ مشکلین اہلسنت و جماعت نے مسائل صفاتِ الہیہ میں اخبار آحادیں سے سند لافی قبول نہ کی جبکہ وہ بات کہ تنہ ان میں آئی اُس کی ہل قرآن عظیم یا اجماع امت سے ثابت نہ ہوا اور ایسی حدیثوں کی تاویل میں مشغول ہوئے۔

لناس، والحمد لله الذي جعله امنا
ومثله سرور الله على سبيل التفضيل
له على سائر الناس واحد، واما ذلك في
ترتيب الكلام كقوله حبل و علا
(اي حكاية عن فرعون) اف
رسولكم الذي ارسل اليكم لمجنون ۵
فاضناف الرسول اليهم و انسا هم
رسول الله صلى الله تعالى عليه و
 وسلم ارسل اليهم اهبا ختصار۔

ترك اهل النظر اصحابنا الاحتجاج بالجهاز
الآحاد في صفات الله تعالى اذا لم يكن
لما انفر منها اصل في الكتاب او
الاجماع واستغلوا بتأويله یعنی

اُسی میں امام خطابی سے نقل فرمایا:

لهم كتاب الاسمار والصفات باب بجاہ فی قول اللہ تعالیٰ ثم دنا فتدلی ایم المکتبۃ الا شریہ سائلہ مل شیخو پورہ ۹۲/۲
لهم باب ذکر فی القسم والرجل ۹۲/۲

اس میں اور اس قسم کی عینکات کے اثبات میں
قاعدہ یہ ہے کہ یہ اثبات صرف کتاب اللہ یا قطعی حدیث
سے ہو، اگر ان دونوں سے نہ ہو پھر اس کا ثبوت
ان احادیث سے ہو جو کتاب اللہ اور قطعی صحیح حدیث
سے مستند کسی ضابطہ کے مطابق اور ان کے معانی
کے موافق ہو، اور جو ان کے مخالفت ہو تو پھر اس
صفت کے اسم کے اطلاق پر سی اکتفا کیا جانا ضروری
ہو گا اور اس کی مراد کے لئے ایسی تاویل کی جائیگی
جو اہل دین اور اہل علم کے متفقہ اقوال کے معانی
کے موافق ہو، اور ضروری ہے کہ اس صفت میں
کوئی شبیہ کا پہلو نہ ہو۔ یہی وہ قاعدہ ہے جس
پر کلام کو مبني کیا جائے اور اس باب میں یہی
قابلِ اعتماد قاعدہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۰۶: اقول تیری سب جہالتوں سے قطع نظر کی جائے تو ذرا اپنے دعوے کو سوچو جو کہ احادیث
حریم صحیح سے عرش کا مکان الہی ہونا ثابت ہے۔ صریح ہونا بالائے طاق ان احادیث سے اگر بفرض
باطل ثابت ہو گا تو یہ تیرے معبود کے لئے تیرے زعم میں مکان ہے اس سے یہ کیونکر نکلا کر وہ مکان
عرش ہی ہے۔ خود اپنا دعویٰ سمجھنے کی لیاقت نہیں اور چلے صفاتِ الہیہ میں کلام کرنے۔
ضرب ۱۰۷: اقول بلکہ حدیث اول میں تو سدرۃ المنتهی کا ذکر ہے کہ :

پھر آپ اس سے اور گئے جہاں کا صرف
اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے حتیٰ کہ آپ سدرۃ المنتهی
پر آئے اور رب العزت کا قرب پایا پھر اور قرب
پایا حتیٰ کہ دو کمانوں کے فاصلہ پر ہوئے یا اس سے
بھی زیادہ قرب پایا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ہی
شم علاجہ فوق ذلك بما لا يعلمه الا الله
حتى جاء سدرۃ المنتهی و دنا
الجباء رب العنۃ فتدلى حتى
كان منه قاب قوسين او ادف فاوْحَى
إليه فيما اوحى خمسين

الاصل في هذا وما اشتبه في اثبات
الصفات انه لا يجوز ذلك الا ان يكون
كتاب ناطق او خبر مقطوع بصحته،
فإن لم يكوننا فيما يثبت من اخبار
الاحاديث المستندة إلى اصل في الكتاب
أو في السنة المقطوع بصحتها او بموافقتها
معانيها وما كاتب بخلاف ذلك فالتوقف
عن اطلاق الاسم به هو الواجب
ويتأول جيداً على ما يليق بعاف
الاصول المتفق عليها من اقاويل اهل
الدين والعلم من نفي التشبيه فيه، هذا
هو الاصل الذي يبني عليه الكلام
والمحتملة في هذا الباب

صلوٰۃ۔ الحدیث۔

فرمائی جو فرمائی اس وحی میں پھاپس نمازیں بھی
ہیں۔ الحدیث (ت)

تو اگر تیرے زعم باطل کے طور پر اطلاق مکان ثابت ہو گا تو سدرہ پر نز عرش پر۔ انھیں کو احادیث صریح کہا تھا
لا حول ولا قوٰۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چوتھا پانچ پہ

یہ ادعائے "استوار علی العرش" کے معنے بیٹھنا، چڑھنا، مٹھرنا مطابق سنّت ہیں۔

ضرب ۱۰۸: اقول تم وہابیہ کے دھرم میں تشریع کا منصب تین قرن تک جاری رہا تھا اور
اس کے بعد عمومات و اطلاقات شرعیہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا، تو نے اسی تحریر میں لکھا ہے، جو بات امور دین
میں بعد قرون نسل کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے و کل بدعة ضلالۃ (اور ہر بدعت گراہی ہے۔ ت)۔

اب ذرا تھوڑی دیر کو مرد بن کر "استوار علی العرش" کے ان تینوں معنے کا صحابہ کرام یا تابعین یا
تبیع تابعین کے ان سنت سے باسانید صحیحہ معتبرہ ثبوت دیکھئے ورنہ خود اپنے بعتری گراہ پر دین فی انوار ہونے کا
اوخاری کیجئے تیرہ صدی کے دو ایک ہندیوں کا لکھ دینا سنت رہنا بات کر سکے گا۔

ضرب ۱۰۹: اقول تو نے اسی تحریر میں نماز کے بعد یا تھا اٹھا کر دعا مانگنے کے انکار میں لکھا، کسی صحیح
حدیث قولی و فعلی و تقریری سے ثابت نہیں، کہ کی شرم اور غیر مقلدی کی لاج ہے تو ان تینوں معنے کا ثبوت
بھی کسی حدیث صحیح سے دو درجہ اپنے لئے کو سر پر ہاتھ رکھ کر رہا۔

ضرب ۱۱۰: اقول یہ توالی ای می ضرب میں اور تحقیقاً بھی قرآن عظیم کے معنے اپنی رائے سے کہنا سخت
شیخ و منور ہے تو ایسے معنے کا سلف صالح سے ثبوت دینا فوراً اور قول بے ثبوت مردود و مجبور۔

ضرب ۱۱۱: ہر عاقل سمجھتا ہے کہ مولیٰ سبجۃ و تعالیٰ نے استوار کو اپنی مدح و شناسیں ذکر فرمایا ہے
معاذ اللہ بیٹھنے کو چڑھنے، مٹھرنسے میں اس کی کیا تعریف نکلتی ہے کہ ان سے اپنی مدح فرماتا اور مدح بھی
ایسی کہ بار بار پتکار سات سورتوں میں اس کا بیان لاتا تو ان معانی پر استوار کو لینا مدح و تعریف میں
قدح و تکریف میں کر دینا ہے لا جرم بالیقین یہ ناقص و بے معنے ہرگز مراد رب العزة نہیں۔

ضرب ۱۱۲: اور معلوم ہو چکا کہ آیات تشابهات میں اہل سنت کے صرف دو طریقیں ہیں،

اول تفویض کر کچھ معنے نہ کہے جائیں، اس طریق پر اصلًا ترجیح کی اجازت ہی نہیں کہ جب مخفی ہم

عہ قادرہ جلیلہ، امام حجۃ الاسلام محمد محمد بن عزالی قدس سرہ العالی کتاب الجامع العوام میں فرماتے ہیں:

لیعنی جو شخص عامی یا انگوی یا محدث یا مفسر یا فقیہ اس قسم کی آیات و احادیث تھے اُس پر فرض ہے کہ جسمیت اور اُس کے توابع مثل صورت و مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرے لیتھیں جانے کہ ان کے حقیقی لغوی معنے مراد نہیں کروہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں اور جانے کہ ان کے کچھ معنے ہیں جو اللہ سبحانہ کے جلال کے لائق ہیں اور جو لفظ وارد ہوئے ان میں اصلًا تصرف نہ کرے تو کسی دوسرے لفظ عربی سے بد لے، تو کسی اور زبان میں ترجیح کرے کہ تبدیل و ترجیح توجہ جائز ہو کر پہلے معنے مراد ہو لیں اور لفظ وارد سے کوئی مشتق نکال کر اطلاق کرے جیسے استویٰ آیا ہے مستوی نہ کہ نہ لفظ وارد پر قیاس کرے یہ آیا ہے اس کے قیاس سے ساعد و کفت نہ بولے اور فرض ہے کہ اپنے دل کو بھی اس میں فکر سے روکے اگر دل میں اس کا خطرہ آئے تو فرما نہ از و ذکر و تلاوت میں مشغول ہو جائے، اگر ان عبادات پر دوام نہ ہو کے تو کسی علم میں مشغول ہو کر دیyan ٹبادے، یہ بھی نہ ہو کے تو کسی حرفت یا صنعت میں یہ بھی نہ جانے تو کھیل کو دیں کہ مشابہات میں نکارنے سے کھیل کو ہی بھلا ہے بلکہ اگر کوئی ہوں میں مشغول ہو تو اس (باتی اگلے صفحہ پر) ۹

یجب على من سمع آيات الصفات و احادي ثها من العوام والنحو و الحديث والمفسر والفقیہ ان يذرا الله سبحانه من الجسمية وتوا بعها من الصورة والمکان والجہة فيقطع بان معناه الحقيق الملغوي غير مراد لانه في حق الله تعالى محال وان لم هذا معنی يليق بجلاله تعالى وان لا يتصرف في الالفاظ الواردة لا بالتفسیر اي تبدیل للفظ بل لفظ آخر عربی او غیره لأن جواز التبدیل فرع معرفة المعنى المراد ولا بالاشتقاق من الوارد كان يقول مستوا خذا من استوی ولا بالقياس كان يطلق لفظة الساعد والکفت قیاسا على ورود الید وان یکف باطنہ عن التکرنی هذہ الامور فات حدثته نفسه بذلك تشاغل بالصلة والذکر و قراءة القرآن فان لم یقدر على الدوام على ذلك تشاغل بشیء من العلوم فان لم یکنه بمحرفة او صناعة فان لم یقدر فیلعب ولہو فان ذلك خير من الخوض في هذا البحر

جانتے ہی نہیں ترجمہ کیا کریں امیر المؤمنین عرب عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزر اکہ ان کی تفسیر میں مقتدا ہے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پر ایمان لائے۔ کتاب الاسلام سے گورا کہ ہمارے اصحاب متقدہ میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم استوار کے کچھ معنے نہ کہتے زاس میں اصلًا زبان کھولتے۔

امام سفیدین کا ارشاد گزر اکہ ان کی تفسیر ہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہتے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنے کے۔

سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزر اکہ ان کے معنے ز کہنا ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول، اور اسی پر سلف صالح کا اجماع ہے۔

طريق دوهر کہ متاخرین نے بضرورت اختیار کیا اس کا یہ مشاہدہ کہ وہ معنے نہ رہیں جن سے اللہ عزوجل کا خلق سے مشابہ ہونا متوجه ہو بلکہ اس کے جلال و قدوسیت کے معنے پیدا ہو جائیں۔ بلیخنا، پڑھنا، ٹھہرنا تو خاص اجسام کے کام اور باری عزوجل کے حق میں صریح عیب ہیں قوم نے تاویل خاک کی بلکہ اور وہم کی جڑ جادوی۔

با تجلیہ تمیزوں معانی دنوں طریقہ اہلسنت سے دُور و مبور ہیں ان کو مطابق سنت کہتا نام زنگی کا فور رکھنا ہے اب آپ ملاحظہ ہی کریں گے کہ احمد اہلسنت نے ان معانی کو کیسا کیسا رد فرمایا ہے، دو ایک ہندیوں کے قدم نے اگر لغزش کی اور خیال نہ رہا کہ ان لفظوں سے ترجمہ ہرگز صحیح نہیں تو ان کا لکھنا ائمہ سلف و خلف کے اجماع کو رد نہیں کر سکتا وہ مسلک اہلسنت قرار پا سکتا ہے مگر وہاں یوں بلکہ سب گراہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مبور پکڑ لیا خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قابلہ سلف و خلف بلکہ ارشادات صریح قرآن و حدیث کو

(الْقِيَمَةُ حَاشِيَةُ صَفْوَةِ نَشْأَة)

بل لواشتعل لملأ البدنية كات

اسلم من الخوض في هذا البحر البعيد

غوره بل لواشتعل بالمعاصي البدنية

كان اسلام فان ذلك غايتها لفست وهذا

عاقبتها الشوك أهد مختصرًا.

له الجام العوام

بالا سے طاق رکھ دیا مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت ابتداء تجویر ہے جس سے سہوا خطا ہوتی اگرچہ معدود رہے مگر اس کا وہ قول متروک و مهجور ہے، وہ جانتے ہیں کہ لکھ جواد کبوۃ لکل صاصم نبوۃ ولکل عالم ہفوۃ ہر تر گھوڑا بھی ٹھوکر کھایتا ہے اور ہر تنی رُوان کبھی کر جاتی ہے اور ہر عالم سے کبھی کوئی لغزش وقوع پاتا ہے، وبا اللہ العصمة۔

ضرب ۱۱۳: اب اپنے مستندات سے ان معانی کا رد سُنت جائے جنہیں آپ نے براہ جہالت مطابق سنت بلکہ سنت کو انھیں میں مختصر بتایا، مارک شریعت سے گزرا:

الاستواء بمعنى الجلوس لا يجوز على استواء بمعنی اللہ عزوجل کے حق
الله تعالى بل میں محال ہے۔

ضرب ۱۱۴: کتاب الاسمار سے گزرا،
متعال عن انت یجوز علیہ اتخاذ السریر للجلوس یعنی
اللہ عزوجل اس سے پاک و برتر ہے کہ بیٹھنے کے لئے تخت بنائے۔

ضرب ۱۱۵: اسی میں امام ابوالحسن طبری وغیرہ ائمۃ تسلکیمین سے گزرا استوا کے یہ معنی نہیں کہ مولے تعالیٰ عرش پر بیٹھا یا کھڑا ہے، یہ جسم کی صفات ہیں اور اللہ عزوجل ان سے پاک۔

ضرب ۱۱۶: اسی میں فرانجی سے یہ حکایت کر کے کہ استوا بمعنی اقبال ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چڑھنے سے تفسیر کی، فرمایا:

استوى بمعنى اقبال صحيح كراقبال قصد ہے او
الاقبال هوقصد والقصد هو
الاسادة و ذلك جائز في صفات
الله تعالى، اما ما حكى عن ابن عباس

یعنی استوا بمعنی اقبال صحیح کہ اقبال قصد ہے اور
قصد ارادہ ہے، یہ تو اللہ سب جذ کی صفات، میں
باز نہ ہے، مگر وہ جواب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے حکایت کی کہ استوا چڑھنے کے معنے

عَنْ أَمَامِ جَلَالِ الدِّينِ سِيوطِيِّ نَفَعَ الْقَاعَنَ مِنْ فَرِيَايَا، مِنْ دِبَانَهُ تَعَالَى مِنْزَهٌ عَنِ الصُّدُودِ إِلَيْهِ مُخْتَنَ

يُولَى مَرْدُودٍ ہوئے كہ اللہ تعالیٰ چڑھنے سے پاک ہے ۱۲ مشر

لَهُ مَارِكُ التَّرْزِيلِ (تَفْسِيرُ التَّسْفِيِّ) آیَتُ ۲/۳ دار المکاتب العربيہ بروت ۱۳۶۹/۱

لَهُ كِتَابُ الْإِسْمَارِ وَالصَّفَاعَ لِلْبِسْمِقِیِّ جَامِعُ ابْوَابِ ذِکْرِ اسْمَارِ الْتَّی تَبَعُ اَنْتَ المَکْتَبَةُ الْأَثْرِیَّ سَانْکلِدِلْ شَجَرَ پُور ۱/۱، ۲۰۵/۱

پر ہے یہ قرآن کلبی کی تفسیر سے اخذ کیا اور کلبی ضعیف ہے اور خدا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کلبی نے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ استوا کے معنے حکم الہی کا چڑھا ہے۔

مرتضی اللہ تعالیٰ عنہما فاما اخذنا عن تفسیر الكلبی والكلبی ضعیف والرواية عنه في موضع آخر عن الكلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما استوی يعني صعد امرة احمد ملخصاً۔

ضرب ۷) اُسی میں فرمایا :

یعنی محمد بن مروان نے کلبی سے اُس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے قول "ش" استوی علی العرش" میں عرش پر استوا کے معنے ٹھہرنا ہے، یہ روایت منکر ہے، اور خود کلبی نے اسی سند سے دوسری جگہ یوں روایت کی کہ عرش پر استوا کے معنے حکم الہی کا ٹھہرنا ہے، یہاں ٹھہر نے کو حکم کی طرف پھرا، اور یہ ابوصالح اور کلبی اور محمد بن مروان سب کے سب علامے محمدین کے زدیک متروک ہیں ان کی کوئی روایت صحیت لانے کے قابل نہیں کہ ان کی روایتوں میں منکرات بکثرت ہیں اور ان میں ان کا جھوٹ یونا آشکارا ہے۔ جعیب بن ابی ثابت نے فرمایا ہم نے اس ابوصالح کا نام ہی "دروع زن" رکھ دیا تھا۔ امام سفیان نے فرمایا خود کلبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوصالح نے مجھ سے کہا جتنی حدیثیں میں نے تجوید سے بیان کی ہیں سب جھوٹ ہیں۔ نیز کلبی نے کہا

عن محمد بن مروان عن الكلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما في قوله تعالیٰ "ثم استوی على العرش" يقول استقر على العرش ، هذه الرواية منكرة وقد قال في موضع آخر بهذا الاستاد استوی على العرش يقول استقر امرة على السرير ورد الاستقرار الى الامر ، وابو صالح هذا والكلبی و محمد بن مروان كلهم مترون عند اهل العلم بالحديث لا يحتاجون بشئ من روایاتهم لكثرة المناکير فيها و ظهور الكذب منهـم فـ روایاتـهم اخـبرـنا ابوـسعـید المـالـيـنـیـ (فـذـکـرـیـ باـسـادـةـ) عنـ جـعـیـبـ بنـ ابـیـ ثـابـتـ قالـ کـنـاـسـمـیـهـ "دـرـوغـ زـنـ" يعنيـ ابـاـصالـحـ مـولـیـ اـمـ هـافـ ، وـ اـخـبـرـناـ اـبـوـ عـبدـ اللـہـ الـحـافـظـ (فـاسـنـدـ) عـنـ سـفـیـنـ قـالـ قـالـ الـکـلـبـیـ قـالـ لـیـ اـبـوـ صالحـ

مجھ سے ابو صالح نے کہا دیکھ جو کچھ تو نے میسے وسطے
سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا ہے اس میں سے کچھ روایت نہ کرنا۔
امام بخاری فرماتے ہیں کلبی کے شاگرد محمد بن مروان
کوفی سے المدحہ حدیث نے سکوت کیا ہے یعنی اسکی
روایات مترد کر دیں اس کی حدیث کا ہرگز اعتبار
نہ کیا جائے۔

کل ماحدث کذب، و اخبرنا المالینی
(بسندة) عن الكلبی قال قال قال في ابو صالح
انظر كل شئ رویت عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلا
تروء، اخبرنا ابو سهل احمد بن محمد
المزکی ثنا ابو الحسین محمد بن حامد
العطاس اخبرني ابو عبد الله السواساني
قال سمعت محمد بن اسحیل البخاری
يقول محمد بنت مروان الکوفی صاحب
الکلبی سکتو عنه لا يكتب حدیثه
البنت آخذ مختصرًا۔

بھلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ میسی با تمیں ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح ہوں پھر ان کے ثقہ
شاگرد علّم فهم و حفظ و ایسے اُنھیں روایت کریں
نہ ان سے آگاہ ہوں حالانکہ ان کے جانشنکی میسی
ضورت ہے اور یہ جو کچھ کلبی اور اس کی حالت کے
اور لوگ تھماروایت کر رہے ہیں اس سے تو اشد
عزم و جل کا محدود و ہونا لازم آتا ہے اور محدود ہونا
حادث ہونے کو واجب کرتا ہے کہ حد کے نئے
کوئی ایسا درکار ہے جو خاص اس مدعیت سے
اُس محدود کو مخصوص کرے اور اللہ عزوجل تو

ضرب ۱۱۸: پھر فرمایا:
وَكَيْفَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِثْلُ هَذَا الْأَقَاوِيلُ
صَحِيحَةً عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُمَا شَمْ لَا يَرْوِيهَا وَلَا يَعْرِفُهَا أَحَدٌ
مِنْ أَصْحَابِهِ الثَّقَاتِ الْأَثِيَّاتِ مَعَ
شَدَّةِ الْحَاجَةِ إِلَى مَعْرِفَتِهَا، وَمَا
تَفَرَّدَ بِهِ الْكَلَبِيُّ وَأَمْثَالُهُ يُوجَبُ الْحَدِيدُ
وَالْحَدِيدُ يُوجَبُ الْحَدِيثُ لِحَاجَةِ الْحَدِيدِ
إِلَى حَادِخَصَّهُ بِهِ وَالْبَارِعُ
تَعَالَى قَدِيمٌ لِعَيْنِكُلَّ بَيْهِ

قدم ہے ہمیشہ سے ہے۔

لِهِ كِتابُ الْأَسْمَاءِ وَالصَّفَاتِ لِلْبَيْسِقِيِّ بَابُ "الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ سُتُونِيٍّ" المكتبة الأثرية سانكلير بل شنجزی پور ۲۰۰۴/۰۶/۱۵

ضرب ۱۱۹: اُسی میں ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے نہ مکان ہے نہ کوئی
چیز ایسی جس پر سوار ہوا اور بیشک حرکت اور
سکون اور ہٹنا اور ٹھہرنا یہ جسم کی صفتیں ہیں اور
اللہ تعالیٰ احمد صمد ہے کوئی چیز اس سے مشابہت
نہیں رکھتی اور باختصار۔

ان اللہ تعالیٰ لامکان لہ ولا مرکب و
ان الحركة والسکون والانتقال والاستقرار
من صفات الاجسام والله تعالیٰ احد
صمد ليس كمشله شئ له احد
باختصار۔

ضرب ۱۲۰: مارک شریف میں فرمایا،

عرش کے مخنے تخت اور استواء کے معنی ٹھہرنا
کہنا جس طرح فرقہ مجسہ کہتا ہے باطل یہ
دیکھا تو نے حق کیسا واضح ہوا، و للہ الحمد۔

پانچواں تپانچہ

اقول یہ تو اور واضح ہو یا کہ یہ مدعا خود ہی دعوے پر نہ جما اور جن صفات سے کلام شارع ساکت
نہیں اُن سے سکوت درکار اُن کا صاف انکار کر گی مگر یہاں یہ کہنا ہے کہ اس مدعا پر یہاں کے نزدیک
تسلیم و عدم سکوت کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو اہلسنت کے نزدیک ہے لیکن کچھ مخفنے نہ کہنا صرف اجلاً اُتنی
بات پر ایمان لے آتا کہ جو کچھ مرادِ الہی ہے حق ہے یا ناویل کو کے صاف و پاک معنی کی طرف ڈھال دینا جن میں
مشابہت مخلوق و جسمیت و مکان و جہت کی بُرا اصل نہ پیدا ہو۔ اس مسلک پر ایمان لاتا تو استواء کے مخنے
بیٹھنے، چڑھنا، ٹھہرنا نہ بتاتا ان کے علاوہ اور معافی کو کہ امر اہلسنت نے ذکر فرمائے پر بعثت و ضلالت نہ بتاتا
لابجم اس کا مسلک وہی مسلک مجسہ ہے کہ جو کچھ دار دہوادہ اپنے حقیقی لغوی مخفنے مہنموم و حبادر پر
غمول ٹھہرا کر مانجاۓ گا۔ شروع سے اب تک جو نکھاگیا وہ اسی ضلالت ملعونة کے زد میں تھا اتنا اور اس کے
کان میں ڈال دوں شاید خدا سمجھ دے اور ہدایت کرے کہ اے بے خود! یہ ناپاک مسلک جو استرا میں خصوصاً
اور باقی مشابہات میں مطلقاً تیرا ہے (کھلی گڑا ہی کا شخص رستہ ہے) اس طریقہ پر تیرا مسجد بجے تو اینے

لئے کتاب الہمار والصفات باب "حل نیظرون الانسان یا تیحیم اللہ تعالیٰ" المکتبۃ الشیعیہ شیخوپورہ ۱۹۹۳/۲
۳۷ مدارک التنزیل (تفسیر الشفسی) آیۃ ۵۸/۵ دار المکتاب بالعربی بروت ۵۹/۲

ذہن میں ایک صورت تراش کر مجبود سمجھ لیا ہے اگر بُت خانہ چین کی ایک سورت ہو کر نہ رہ جائے تو میر ازتم۔
ضرب ۱۲۱ تا ۱۸۲: جانتا ہے وہ تیر اوہی معبود کیسا ہے،
 لہ وجہہ کو جہہ الانسات فیہ عینان

اس کا انسان جیسا چہرہ، اس میں دو انگلیں
 دیکھتی ہیں لیکن جس کو وہ ناراضی ہوا سکی مٹنیں لکھتا پھر جب ہے،
 کہ اس کا چہرہ ہر طرف ہے، اس سے بڑھ کر عجیب ہے
 کہ اس کے باوجود جس سے ناراضی ہوا سے چھوڑ
 پھیر لے، کاش سمجھ ہوتی، جو ہر طرف ہو وہ کس طرح
 دوسری طرف پھر جائے، بلکہ جب تک نمازی نماز
 میں ہے تو وہ اپنے چہرہ کو نمازی کی طرف کرتا ہے
 اور جب وہ نمازی فارغ ہو جاتا ہے تو وہ بھی پھر
 جاتا ہے، اس کی آواز ہے تو آہست اور سانس
 بھی ہو گا، بلکہ میں کی طرف سے پایا جاتا ہے، اس
 کے دو کان ہیں جس سے راضی ہوا سپر کان لگاتا
 ہے، قد آور ہے اس کے سر کے بال دو نوں کا قلن
 سے پنج تک بڑھے ہوئے ہیں، لیکن دارجی نہیں
 بلکہ فوجوں بے دارجی ہے، انسان کی طرح
 اس کے دو ہاتھ ہیں ان میں ایک دایاں دوسری
 بایاں ہے، اس کا بازو اور ہاتھیلی اور انگلیاں
 ہیں، دوڑ تک اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے، کبھی
 ہاتھوں کو بند کرتا ہے اور کبھی کھوں کر پھرتا ہے، اس کا
 پہلو ہے، پہتائے ہے، اپنے منہ سے خبر ملتا ہے،
 اس کے دانت ہیں جو چلتے ہیں، اس کا زیر جامہ
 ہے جس سے رحم لٹکتا ہے، دو پاؤں ہیں، پنڈل
 ہے، تخت پر مدھو کر دنوں پاؤں کو لٹکاتا ہے اور
 ان دونوں کو کرسی پر رکھتا ہے اور کبھی چلتا ہے،

تنظرات ولکن من سخط علیہ
 لا ينظراليه ثم العجب ان وجهه الى
 كل جهة واعظم عجبا انه مع ذلك يصوفه
 عن يغضب عليه فليت شعرى كيف
 يصوف عن جهة ما هو اى حمل وجهة بل
 المصلى ما دام يصلى قبل عليه بوجهه
 فإذا الصوف صوف لـه صوت فلتكن حنجرة
 ونفس ايضا بل قد وجد من قبل اليمن لـه
 اذنات ياذن لم يرض عليه
 جنعد ذو وقرة الـ شحمة اذنانيه
 اـمـا اللـحـيـةـ فـلـمـ تـوـجـدـ بـلـ
 شـابـ اـمـرـدـ لـهـ يـدـانـ كـالـأـنـسـاتـ
 فيـهـ مـاـ يـمـنـ وـ شـمـالـ وـ سـاعـدـ
 وـ كـفـ وـ أـصـابـعـ مـبـسـوـطـاتـ
 الـ بـعـيدـ وـ سـبـبـاـ قـبـضـ وـ
 قـدـ يـحـشـولـهـ جـنـبـ وـ ضـحـكـهـ
 يـخـبـرـعـنـ فـمـ يـغـرـ وـ اـسـثـانـ
 تـكـشـرـتـهـ حـقـوـ تـعـلـقـتـ بـهـ
 الرـحـيمـ وـ رـجـلـاتـ وـ سـاقـ
 قدـ جـلـسـ عـلـ السـرـيرـ
 مـدـلـيـاـ قـدـ مـيـهـ وـ اـضـعـهـمـاـ
 عـلـ كـرـسـ وـ سـبـبـاـ اـسـتـلـقـ

وَاضْعَا احْدِي مِنْ جَلِيلِه عَلَى الْأُخْرَى

فَلَابِدُ مِنْ ظَهِيرَةٍ وَقَفَا وَلِيَسْتَانِسُ لِلصَّدِرِ
إِلَيْهَا فَمِنْ نُوسْ صَدِرَةٍ خَلَقَتِ الْمَلَكَةُ
قَدْ مَاهَ فَكَلْ مَسْجِدٍ عَلَيْهَا لِيَسْجُدَ
السَّاجِدُونَ وَلِبَقَيَّةِ الْأَعْضَاءِ لَوْتَفَصِّلَ
الْأَخْبَارَ عَسْمَ وَأَشْمَلَ أَنَّهُ عَلَى صَوْرَةِ
الْأَنْسَاتِ إِذْ خَلَقَ أَدِيمَ عَلَى صَوْرَةِ
الْرَّجُلِ يَصْعَدُ وَيَنْزَلُ وَيَمْشِي وَيَهَرُولُ
وَقَدْ يَاقَ الْأَرْضَ وَكَانَتْ أَخْرَى
وَطَائِه بِمَوْضِعِه وَجْهُ شَمَّ يَجْهِي يَوْمَ
الْقِيَمَةِ فِي طُوفَ الْأَرْضِ مَكْتَبَتِه^{۱۵}

شَابَا زَارَا وَرَدَاءَ لِيَسْتَرَ الْمُؤْمِنَ بِكَتْفِهِ
رَدَاؤُه عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ
عَدْتَ لَهُ ظَلْ ظَلِيلٍ لِيَصِيبَ بِهِ
مِنْ لِشَاءِ وَيَصُوفُ عَنْهِ مِنْ

لِشَاءِ يَاقَ^{۱۶} يَوْمَ الْقِيَامِ فِي ظَلَدِ
مِنْ الْغَمَامِ يَتَعَجَّبُ وَيَسْتَعْجِي وَيَسْمُلُ
وَيَرْدَدُ وَيَسْتَهْزِئُ^{۱۷} وَقَدْ يَتَقَذَّرُ
نَفْسَهُ شَيْئًا تَحْمِلُهُ وَعَرْشُهُ امْبَعْدَهُ
أَمْلَاكُ اشْنَانَ تَحْتَ سِرْجَلِهِ الْيَسْمَنِيِّ وَ
اَشْنَانَ تَحْتَ اَجْلَهِ الْيَسْرَى تَعْبَلُ شَدِيدَ
الْوَزْرِ وَيَأْطِمْهُ عَرْشَ اَطْبَطِ الرَّجْلِ
الْجَدِيدِ مِنْ ثَقْلِ الرَّاكِبِ الشَّدِيدِ رَبِّ الْبَسْ حَلَةَ
خَضْرَاءَ وَنَعْلَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ وَجَلْسَ عَلَى كُوسِ
ذَهَبٍ تَحْتَهُ فَرَاشَ مِنْ ذَهَبٍ وَدُولَهُ سَرْمَنْ

ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھا ہے لہذا اس کی
پڑھا اور گدھی ہوگی، اور چھاتی سے ماوس کرتا ہے،
اس کی چھاتی کے فور سے فرشتے پیدا ہوئے،
اس کے قدم ہر مسجد میں ہیں تاکہ سجدہ کرنے والا
ان قدموں پر سجدہ کرے اور باقی اعضا جس کی
تفصیل نہیں صرف یہ بخرا عام داشمل ہے کہ
وہ انسانی صورت پر ہے کیونکہ اس نے آدم
کو اپنی صورت پر پیدا کیا، چڑھتا ہے، اترتا ہے،
چلتا ہے، دورتا ہے، کبھی زمین پر آتا ہے اور
آخری قدم موضع و جیسیں ہوتا ہے، پھر قیامت
کو آگزیم پر چکر لگائے گا، باس والا
تہذیب اور چادر پہننے ہوئے، اپنے دامن سے
عون کو دھانپتا ہے، اس کی چادر چھرو پر ہے
جنت عدن میں اس کا گھر اسایہ ہے جس کو چاہتا
ہے اس پر ڈالتا ہے اور جس چیز پر نہیں چاہتا
نہیں ڈالتا، قیامت میں بادل کے سایر میں
آئے گا۔ تعجب ہیا کرتا ہے میلان آگے پیچے ہوتا ہے،
ذاق کرتا ہے، کبھی کسی چیز سے گھن کرتا ہے، اس کا
عرش چار ملک میں، دو اس کے دامنے قدم اور
دو اس کے بامیں قدم کے نیچے میں شدید بوجھ
ڈالے تو اس سے عرش اس طرح آواز نکالتی ہے
جیسے نیا چکاوہ بھاری سوار سے آواز پیدا کرتا ہے،
کبھی سبز جوڑا پہنتا ہے، اور سونے کے بوتے
ہیں اور سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس کے نیچے
سونے کا بستر اور پاس موئیوں کے پڑتے ہوتے ہیں،

لولوٰ سر جلاہ فی خضرة فی روضۃ خضراء
الی غیر ذلك مما نطق ببعضه الآیات
و وسادت بالباقي الاحادیث ، اف
علی اکثرها ف کتاب الاسماں و
الصفات .

اس کے پاؤں سبزے کے باعث میں سبزے پر ہوتے
ہیں بعض ان میں وہ صفات ہیں جو کو قرآنی آیا تے بیان کیا
اور باقی وہ جن کے باسے میں احادیث وارد ہوئی ہیں
ان میں سے اکثر کو کتاب الاسماں والصفات
میں پشیں کیا ہے۔ (ت)

کیوں اے جاہل یے خرد ! اے حدیث احادیث و ضعیف ارتفاع مکافی سے سند کر اپنے معبد کو مکافی
ماننے والے ! کیا ایسے ہی معبد کو پوچھا ہے پھر اس میں اور انسان کے جسم میں چھوٹے بڑے کے سوا
فرق کیا ہے ، مگر الحمد للہ المست ایسے سچے رب حقیقی معبد کو پوچھتے ہیں جو احمد ، محمد ، بنے شبہہ و نمون و
پچون و ملکوں ہے ،

لِمْ يَدِدْ وَلِعِيُولَدْ ۝ وَلِمْ يَكِنْ لَهُ كَفُوا
احدا ۝ اور نہ اس کے جزو کا کوئی (ت)

جسم و جسمانیات و مکان و جہات و اعضاء و آلات و تمام عیوب و نقصانات سے پاک و منزہ ہے یہ سب
اور اس کے مثل جو کچھ دار دہواؤں میں جو کچھ روایۃ ضعیف ہے اور زیادہ وہی ہو گا اور صریح تشبیہ کی صفت
تصریخیں کرتا ولی محاوروں سے بعيد پڑیں اُسی میں ملیں گی اُسے قوی خدا کے موافق بندے ایک جو کے برابر بھی
نہیں سمجھتے اور جو کچھ روایۃ صحیح مگر خبر احادیث ہو اُسے بھی جبکہ متواترات سے موافق المعنی نہ ہو پائی قبول پر
جگہ نہیں دیتے ،

فَإِنَّ الْأَحَادِلَةَ تَفْيِيدُ الْاعْتِمَادَ فِي بَابِ
الْاعْتِمَادِ وَلَوْفِرِضَتْ فِي أَصْحَاحِ الْكِتَابِ
بِالصَّحِيحِ الْأَسْنَادِ .

رَهْ گے متواریات ، اور وہ نہیں مگر محدودے چند ، اور وہ بھی معروف و مشہور محاوارت عرب
کے موافق تاویل پسند مثل یہ ووجہ و عین و ساق و استوار و ایمان و نزول وغیرہ ، ان میں تاویل
یکجیئے تواریخ روشن اور تفولیض یکجیئے قوبہ سے احسن ، تیریہ کہ منہ بھر کر خدا کو گالی دیجیئے اور اس کے لئے
صفات صفات مکان مان لیجیئے ، یا اٹتا ، بیٹھتا ، چڑھتا ، اُترتا ، چلتا ، ظہرتا ، تسلیم کیجیئے ، اللہ عز وجل

ابتداء حکیم کی توفیق دے اور مخالفتِ اہلسنت سے ہر قول و فعل میں محفوظ رکھے، آمین!

پھنسا پیا نجپے

اقول طرفہ ما شاید جب اس مگرہ ان سب مصائب اپنے سر پر اور ہاتھ لئے اپنے معبد کو مکافی کر دیا، جسم مان لیا، عرش پر مشکل ٹھہرا کر جست میں جان لیا، پھر یہ کی خط سو جھا کر اور کہیں نہیں کہہ کر طرح طرح اپنے ہی لکھے سے تناقض کیا۔

ضرب ۱۸۳: سچا ہے تو قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر تو ہے اور عرش کے سوا کہیں نہیں، یہ "اور کہیں نہیں" کو فسی آیت حدیث میں ہے؛ امّا تقولون علی اللہ مالا تعلمون یا یہود کی طرح بے جانے تو بھجے دل سے گھٹ کر خدا پر حکم لگادیتے ہو۔

ضرب ۱۸۴: جب تو اس سبوح و قدوس جل جلالہ کو مکان سے پاک نہیں مانتا تو اب کوئی وجہ نہیں کر اور آیات و احادیث جن کے ظاہر الفاظ سے اور جگہ ہونا مفہوم ہوا پسندے ظاہر سے پھری جائیں، تیرے طور پر اُن سب کو معنی لغوی حقیقی ظاہر تباہ در پر عمل کرنا واجب ہو گا، اب دیکھ کر تو نئے کہنی آیات و احادیث کا انکار کر دیا اور کہنی بار اپنے اس لکھے سے کہ جو شرعاً میں وارد ہے اس سے سکوت نہ ہو کا صاف تناقض کیا سب میں پستہ تو یہی حدیث صحیح بنگاری و ہو مکانہ ہے جس میں تو نے بزور زبان ضمیر حضرت عوٰض جل شانہ کی طرف ٹھہرا دی اور پھر مکانہ سے محض زبردستی عرش مراد لے لیا حالانکہ وہاں سدرۃ المنتظر کا ذکر ہے تو عرش ہی پر ہونا غلط ہوا کبھی سدرہ پر بھی ٹھہرا۔

**ضرب ۱۸۵: صحیح بنگاری حدیث شفاعت میں افس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے،
فاستاذن علی سرف فی دارہ فیؤذن میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی
لی علیہ بَتَّهُ
حوالی میں، تو بھجے اس کے پاس حاضر ہونے کا
اذن طے گا۔**

ظاہر ہے کہ تخت کو حوالی نہیں کرتے، نہ عرش کسی مکان میں ہے، بلکہ وہ بالائے جملہ اجسام ہے،

لہ القرآن الکریم ۲/۸۰

لہ مسیح بنگاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ تخلیماً قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۰

لہ " " " باب " وجہہ لی مسند نافذۃ الی ربہ نافذۃ " " " ۲/۸۰

لا جرم یہ حوصلی جنت ہی ہوگی۔

ضرب ۱۸۶: صحیح میں ابوالمومنی اشتری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دو جنیتیں
ہیں جن کے برتن اور تمام سامان چاندی کا ہے،
دو جنیتیں ہیں جن کے برتن اور تمام سامان سورج کا ہے،
اللہ تعالیٰ کے دیدار اور قوم میں صرف کبریائی کی چادر
ہوگی جو جنت عدن میں اس کے چہرے پر ہوگی حال
ہوگی۔ (ت)

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جنتات من فضة أينتها وما فيها
وجنتات من ذهب أينتها وما فيها
وما بين القوم وبين ان ينظر والاف
سر بهم عن وجل الامراء الكبار ياء على
وجهه في جنة عدن

یہاں جنت عدن میں ہونے کی تصریح ہے۔

ضرب ۱۸۷: بزار ابن ابی الدین اور طرافی بن سند جید قوی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

جب حمد کا روز ہو گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ علیین سے
کسی پر نزول فرمائے گا پھر اس کے گرد فور کے
منبر پر چھائے جائیں گے، انبیاء، علیهم الصلوٰۃ
والسلام تشریعت لاکر ان منبروں پر جلوہ گر
ہوں گے۔ الحدیث (ت)

حدیث دیدار اہل جنت ہر روز جمعہ میں مرغ عماروی،
فاذ اکان یوم الجمعة نزل تبارک و تعالیٰ
من علیین علی کوسیتہ ثم حفت الکوسیت
بعنابر صفت نور وجاء النبیون حتی
یجلسوا علیہا۔ الحدیث۔

یہاں علیین سے اُتر کر کسی پر حلقہ انبیاء و صدیقین و شہداء و سارے اہل جنت کے اندر بھلی ہے۔

ضرب ۱۸۸: قال تعالیٰ : «امنتم من فی السماء» (کیا تم اس سے نذر ہو گئے ہو جس کی بیان

له صحیح البخاری کتاب التفسیر ۲/۲۳، و کتاب التوجیہ ۲/۱۰۹ قریبی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/۱۰۰

له الرغیب والترصیب فصل فی نظر اہل الجنة الابعجم حدیث ۱۲۹ مصطفیٰ البانی مصر ۳/۵۵۲

کشف الاستار عن زوارہ البار باب فی نعیم اہل الجنة حدیث ۳۵۱۹ مؤسسه الرسالہ بیروت ۳/۱۹۵

المعجم الوسط حدیث ۶۰۱۳ مکتبۃ العارفۃ الریاض ۴/۳۶۲

کے القرآن الکریم ۶/۱۶

سلطنت آسمان میں ہے۔ ت)

ضرب ۱۸۹: قال تعالیٰ : ام امتنم من فی السماوٰتِ (کیا تم نہ رہو گئے ہوں سے جس کی سلطنت آسمان ہیں ہے۔ ت)

ضرب ۱۹۰ : ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بعض روح میں مر فرمائی راوی :

فلا یزال یقال لہا ذلک حتیٰ تنہی بہا الی روح کو یہ کہا جاتا ہے گا حتیٰ کہ وہ اس آسمان تک پہنچ جائے جس میں اللہ تعالیٰ ہے ۱۷

ضرب ۱۹۱ : مسلم و ابو داؤد و نسai مخواہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث جباریہ میں راوی :

قال لہا ایت اللہ قالت فی السماوٰتِ قال من لونڈی کو فرمایا اللہ کہاں ہے ؟ اس نے کہا آسمان میں ۔ پھر پوچھا میں کون ہوں ؟ تو اس نے کہا آپ رسول اللہ ہیں ۔ تو آپ نے ماہک کو فرمایا اس کو آزاد کرو کیونکہ مومنہ ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۲ : ابو داؤد و ترمذی باغادہ تصحیح عبد اللہ بن عسره رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، زمین؟ الون ارجح موامن فی الارض یرحمکم ممن فی السماوٰتِ پڑھم کرو تم پر حم کرے گا جو آسمان میں ہے۔ (ت)

ضرب ۱۹۳ : صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے اس

لہ القرآن الکریم ۹۴/۱۴

۲۷ مسنداً حبیب بن حبیل مروی از ابوہریرہ دارالفنون بروت ۳۶۲/۲

سُنن ابن ماجہ باب ذکر الموت والاستعداد م ۱۷۴ ص ۳۲۵ سعید کنفی کراچی

کنز الحال حدیث ۳۲۳۹۶ مؤسسه الرسالہ بروت ۱۳۰/۱۵

۳۷ صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحريم الكلام فی الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰۲/۱

سُنن ابو داؤد باب تشییت العاطس فی الصلوٰۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۳۲/۱

۳۷ جامی الترمذی ابواب البر والصلة امین کنفی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۲/۲

سُنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳۱۹/۲

ذات کی قسم جس کے بقۂ میں میری جان ہے جب
کوئی خاوند اپنی بیوی کی جماع کے لئے طلب کرتا ہے
اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے
بیوی پر ناراض ہوتی ہے۔ (ت)

والذی نفی بیده ما من سرجل یسدعو
اصرأته الی فراشها فتابی علیه الاکاف
الذی فی السماء ساختا علیہا حتی
یرضی عنہما لیه

ضرب ۱۹۴ : ابوعلی و بزار و ابوتعیم رسنید حسن ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :
حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : جب ابراهیم
علیہ السلام کو اگل میں والا گیا تو انھوں نے کہا
اے اللہ ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین
میں ایک ہوں تیری عبادت کرتا ہوں۔ (ت)

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لما لقی ابراهیم فی الناس قال اللہ هم
انت فی السماء واحد وانا فی الاسفل
واحد أعبدك لیه

ضرب ۱۹۵ : ابوعلی و حکیم و حاکم و سعید بن منصور و ابن جان و ابوتعیم اور سعیدی کتاب الاسمار
میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفعاً راوی ، اللہ عزوجل نے فرمایا :
ای موسیٰ ! لو ان السیوت السبع و عامرهن
اسے موسیٰ ! اگر ساتوں آسمان اور ان میں موجود
ہر چیز میرے سوا اور سات زمینیں ایک پڑھے
میں ہوں اور دوسرے پڑھے میں " لا الہ الا
اللہ " ہو تو لا الہ الا اللہ و لا پلڑا سب پر
بخاری ہو گا۔ (ت)

یا موسیٰ لو ان السیوت السبع و عامرهن
غیری ، والاسپیین السبع ف کفة
ولالله الالله ف کفة مالت بھن
لالله الالله بیه

ان آیات و احادیث سے آسمان میں ہونا ثابت۔

- | | |
|-----------------------------|--|
| لہ صحیح مسلم | کتاب النکاح باب تحريم اتنا عما من فاٹل لیز قریبی کتب خازن کارچی ۱/ ۳۶۲ |
| لہ حلیۃ الاولیاء | مقدمة المؤلف دار المکتب العربي بیروت ۱/ ۱۹ |
| کنز العمال بحوالہ ابی یعلیٰ | حدیث ۳۲۲۸۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/ ۳۸۳ |
| لہ مسند ابوعلیٰ | حدیث ۱۳۸۹ مروی از ابوسعید خدری موسسہ علوم القرآن بیروت ۲/ ۱۳۵ |
| کتاب الاسمار والصفات | باب مبارق فضل الكلیۃ الباقة المکتبۃ الشیریسا نکحہ مل شیخ زیدہ ۱/ ۱۰۵ |
| المستدرک للحاکم | کتاب الدعا دار الفکر بیروت ۱/ ۵۲۸ |
| موارد الظہان | حدیث ۲۳۲۳ المطبعة استلیفیہ ۱/ ۵۷۷ |

ضرب ۱۹۶ : ہر رات آسمانِ دُنیا پر ہونے کی حدیث گزری اور احادیث اس باب میں بکثرت ہیں۔

ضرب ۱۹۷ : قَالَ اللَّهُ تَعَالَىْ :
هُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ يَعْلَمُ
ضرب ۱۹۸ : قَالَ تَعَالَىْ :

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ جَبَلِ الْوَسَيْدِ
ہم اس کی شہرگ سے زیادہ قریب ہیں (ت)

ضرب ۱۹۹ : قَالَ تَعَالَىْ :
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سُبْحَانَهُ كَأَوْ قَرِيبٌ هُوَ (ت)

ضرب ۲۰۰ : قَالَ تَعَالَىْ :
إِذَا سَأَلْتُكُمْ عَبَادَىٰ عَنِّي فَاقْرِبُوهُ (ت)
جب آپ سے سوال کریں میرے بندے میرے
متعلق تھیں تو میں قریب ہوں (ت)

ضرب ۲۰۱ : قَالَ تَعَالَىْ :
أَنْهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ
وَهُوَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ (ت)

ضرب ۲۰۲ : قَالَ تَعَالَىْ :
وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطَّوْسِ الْأَيْمَنِ وَ
قَرِبَنَاهُ نَجِيَا^{لَهُ}
اور ہم نے ان کو ندادی طور کی دامیں جانب سے
اور اس کو ہم نے قریب کیا مناجات کرتے
ہوئے۔ (ت)

ضرب ۲۰۳ : قَالَ تَعَالَىْ :
فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ يُوْرَكَ مِنْ فِ
النَّاسِ وَمِنْ حَوْلِهَا وَسُبْخَنَ اللَّهُ رَبُّ
الْعَالَمِينَ^{لَهُ} (ت)

لِهِ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۖ ۵۰ / ۱۶

۱۸۶ / ۲ ۵۳

۵۲ / ۱۹ ۵۴

لِهِ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ۖ ۶ / ۳

۱۹ / ۹۶

۵۰ / ۲۳ ۵۵

۸ / ۲۲

معاملہ میں ہے :

ابن عباس، سعید بن جبیر اور حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا کہ من بورک فی النار کے بارے میں، یعنی برگزیدہ ہے جو آگ میں ہے اور وہ ائمہ کی ذات ہے جس کو اپنی ذات کے پارے میں فرمایا، یعنی یہ ہے کہ موسیٰ نے نہ اک تو اسکو اپنا کلام سنایا اس جانب سے۔ (ت)

روی عن ابن عباس و سعید بن جبیر
والحسن فی قوله "بُو رَكْ مِنْ فِي النَّارِ"
یعنی قدس من فی الناس و ہو اللہ تعالیٰ
عنی بہ نفسہ علی معنی انه نادی
موسیٰ منہا و اسمعہ کلامہ من
جهتہا۔

ضرب ۲۰۴ : قال تعالیٰ :

و هُو مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ ۝

ضرب ۲۰۵ : صحیح میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اے لوگو! اپنے آپ پر زمی کرو کیونکہ تم کسی بھرے اور غائب کو نہیں پکارتے، تم تو پکارتے ہو سیع قریب کے وہ تھمارے پاس ہے۔ (ت)

یا یہا الناس ام بعواعلیٰ انفسکم فانکم
لاتدعون اصم ولا غائبًا انکم تدعونه
سمیعاً قریباً و هو معکم ۝

اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے،

وَ الَّذِي تَدْعُونَ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ
مِنْ عَنْتَ رَاحِلَةِ أَحَدِكُمْ ۝
کی گردن سے بھی قریب تر ہے۔ (ت)

ضرب ۲۰۶ : مسلم، ابو داؤد ونسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اقرب ما يكون العبد من رببه بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوتا ہے جب

لہ معالم التزیل (تفسیر البغوي) آیۃ ۲۷ دار المکتب العلیہ بیروت ۳۳۸/۳
لہ القرآن الکریم ۵/۳

لہ صحیح البخاری کتاب الجماد باب ما يکرہ من فعل الصوت الخ متدریجی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۰
صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب سجھا خفضل الصوت الخ ۲/ ۳۳۹

کہ

وهو ساجد فاکثروالد عادلہ
ضرب ۲۰۳: دیکھی تو بان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اسے مرتضیٰ! میں تیرے مجھے، آگے
دایں اور بائیں ہوں۔ میں بندے کا ہم زشین ہوتا ہوں
جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، اور میں اس کے ساتھ
ہوتا ہوں جب مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

قال اللہ تعالیٰ أنا خلفك و امامك و عن
یعنیک وعن شمالك یاموسی أنا جليس
عبدی حین یذکرف و أنا معه اذا
دعافی لی

ضرب ۲۰۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے،

اما عند ظن عبدی بني وانا معه اذا
ذکرني لی

ضرب ۲۰۹: مستدرک میں برداشت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
حدیث قدسی ہے:

عبدی انا عند ظنك بـ وانا معك
اما بندے میں تیرے گمان کے ساتھ ہوں جو تو
میرے متعلق کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں
جب تو مجھے یاد کرتا ہے۔ (ت)

ضرب ۲۱۰: سعید بن منصور ابو عمارة سے مرفوعاً راوی:

- ۱۔ مسلم کتاب الصلوة باب ما يقال في الرکوع الخ قديمي كتب خازن کراچی ۱/۱۹۱
سنن ابن داود کتاب الصلوة باب الدعاء في الرکوع والاجود آفاق عالم پرس لٹریو ۱/۱۲۴
سنن النسائي اقرب ما يكون العبد من اللہ عزوجل نور محمد کار خان تجارت کتب کراچی ۱/۱۴۰
۲۔ الفردوس بما ثور الخطاب حدیث ۳۵۳ دارالكتب العلمية بیروت ۳/۱۹۲
صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ويخذركم اللہ لنفس قديمي كتب خازن کراچی ۲/۱۱۰۱
صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ۲/۳۲۳ و کتاب التوبۃ ۲/۳۵۳ دار المکتب
۳۔ المستدرک للحاکم کتاب الدعاء باتفاق اللہ عزوجل عبدی انا عند ظنك بـ دارالظکر ۱/۳۹۴

الساجد يسجد على قدسي الله تعالى . سجده كثيرو لا والله تعالى كـه قدموں پر سجده کرتا ہے (ت) ان آیات و احادیث سے زمین پر اور طوپر اور ہر مسجد میں اور بندے کے آگے جیچے دہنے باہمیں اور ہر فداکر کے پاس اور ہر شخص کے سامنہ اور ہر جگہ اور ہر ایک کی شرگل گردن سے زیادہ قریب ہونا شایستہ ہے۔

ضرب ۲۱۱ : قال اللہ تعالیٰ : ان طهرابیتی (تم دونوں میرے گھر کو صاف کرو۔ ت) یہاں کہے کو اپنا گھر بتایا۔

ضرب ۲۱۲ : معالم میں ہے مروی ہوا کہ توریت مقدس میں لکھا ہے :
جاء اللہ تعالیٰ من سیناء و اشرف من اللہ تعالیٰ سینا کے پھار سے آیا اور ساعین کے پھار ساعین واستعلیٰ من جبال فاسان بے سے جھانکا اور مکہ مغفر کے پھاروں سے بلند ہوا۔
ذکرہ تحت آیۃ بورک (اسے آیۃ بورک کے تحت ذکر کیا۔ ت)

ضرب ۲۱۳ : طبرانی بکیر میں سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہیں کی طرف اف اجد نفس الرحمن من هُنَّا و اشارہ کر کے فرمایا ، بیشک میں رحمان کی خوشبو اشارہ المیں کی یہاں سے پاتا ہوں۔

ضرب ۲۱۴ : مسنـد احمد و جامـع ترمذی میں حدیث سابقی اور ہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

والذی نفـس مـحمد بـیده لـو اـنـکـم دـلـیـتـه
عـلـیـه وـسـلـمـ کـی جـانـ ہـے الـکـم سـبـ سـے نـخـلـی زـمـینـ تـکـ
بـحـبـلـ الـمـلـأ الـرـضـ السـفـلـ
رـسـی لـلـكـاـوـ توـوـه رـسـی اللـهـ تـعـالـیـاـ پـرـ گـرـےـ کـیـ۔ پـھـرـ
لـهـبـطـ عـلـیـ اللـهـ عـزـ وـ جـلـ ، شـمـ

له حلیة الاولیاء ترجمہ حسان بن عطیہ
دارالكتاب العربي بیروت ۶/۱

۱۲۵/۲
القرآن الکریم

۳۳۹/۳
له معالم التنزیل (تفیری البغوي)
تحت الآیة ۲/۱ دارالكتب العلییہ بیروت

۵۲/۴
کم لمعم الکبیر حدیث ۶۳۵۸
المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

۵۰/۱۲
کنز العمال ۳۳۹۵۱
موسـسـة الرـسـالـہ بـیـرـوـتـ

قرأهو الاول والآخر والظاهر والباطن
آپ نے هوالاول والآخر والظاهر والباطن
وهو بكل شئ علیم ۲۱۵

یہاں سے ثابت کر سب زمینوں کے نیچے ہے۔

ضرب فیصلہ ضرب ۲۱۵ : اقول یہی آیات و احادیث ہر جسم خبیث کی دہن دوزی اور ہر سلم سُنّتی کی ایمان افروزی کو بس ہیں اس جسم سے کہا جائے کہ اگر ظاہر پر چل کرتا ہے تو ان آیات و احادیث پر کیوں ایمان نہیں لاتا افسؤمنون بعض الكتب و تکفرون بعض (قرآن پاک کی بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) دیکھتیرے اس کھنے میں کہ "عرش پر ہے اور کہیں نہیں" کتنی آیتوں حدیثوں کا صاف انکار ہے، اور اگر ان میں تاویل کی راہ چلتا ہے تو آیات استوا و حدیث مکان میں کیوں حد سے نکلتا ہے، اب یہ ترا بکناصریع جھوٹ اور حکم ہٹھرا کہ ترا معبود مکان رکھتا اور عرش پر بیٹھتا ہے اور مذکون سُنّتی کو ان سے بحمد اللہ یوں روشن راستہ ہدایت کاملتا ہے کہ جب آیات و احادیث عرش و کعبہ و آسمان و زمین و ہر موضع و مقام کے لئے وارد ہیں تو اب تین حالی سے خالی نہیں، یا تو ان میں بعض کو ظاہر ہے محو کریں اور بعض میں تغییض و تاویل، یا سب خلا ہر پر ہیوں، یا سب میں تغییض و تاویل۔ اول تحکم یجنا و ترجیح بلا منزع اور اللہ عز وجل پر ہے دلیل حکم لکھا دینا ہے، اور عرش دوم قطع نظر ان قاطعہ قاہرہ دلائل زاہرہ تزییں الہی کے یوں بھی عقلاء و نقلاء ہر طرح باطل کہ مکہ میں واحد وقت واحد میں امکنہ متعددہ میں نہیں ہو سکتا تو ہر جگہ ہونا اُسی صورت پر ہے گا کہ ہوا کی طرح ہر جگہ بھرا ہو اور اس سے زائد شنس و نیا پاک اور بدایتہ باطل کیا یا اس کہ ہر نیجاست کی جگہ ہر پاؤں کے تسلی ہر شخص کے مٹے، ہر مادہ کے درج میں ہونا لازم آتا ہے۔ اور پھر جتنی جگہ مکانوں پہاڑوں وغیرہ اجسام سے بھری ہوتی ہے بعینہ اس میں بھی ہو تو مداخل ہے اور نہ ہو تو اس میں کروڑوں مکڑے پُرے چوف سوراخ لازم آئیں گے اور جو نیا پیڑا اُنگے نئی دیوار اُٹھتے تیرے معبود کو سہننا پڑے ایک نیا چوف اس میں اور بڑھے اور اب استوا کے لئے عرش اور دار کے لئے

عہ لفظ فیصلہ کے بھی ۲۱۵ عدد میں منہ

لہ جامع الترمذی ابوالتفسیر سورۃ الحیدد حدیث ۳۳۰۹ دار الفکر بروت ۱۹۵/۵
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۳۴۰/۲
لہ القرآن الکریم ۸۵/۲

جنت بست کے لئے کچھ کی کیا خصوصیت رہے گی۔ لا جرم شق سوم ہی تھے اور آیات استو اسے لے کر یہاں تک کوئی آیت و حدیث ان محال و یہودہ مختصر نہیں جو ناقص افہام میں ظاہر الفاظ میں مفہوم ہوتے ہیں بلکہ تفصیل عوام کے لئے اُن کے پاکیزہ معانی ہیں اللہ عزوجل کے جلال کے لائق جیسیں الٰہ کو حاصل اور خصوصیات امام سہیقی نے کتاب الاسلام میں مشتمل بیان فرمایا اور اُن کی تحقیقی مراد کا عالم اللہ عزوجل کو سپرد ہے۔

امتنابہ کل من عند ربنا وما يذكر
الآ اولوا الاباب ۵ والحمد لله رب
العلمين والصلوة والسلام على
سيد المرسلين محمد والآله و
صحبه اجمعين، أمين !
(یت)

ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے
ہے۔ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل ولے، اور
تمام تعریضیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور
دروع و سلام نازل ہو سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کی آں پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ آمین

سوال تباہی پر

الحمد لله مسلمه عرش درِ مکان سے فراغ پایا کہ یہی رسالے کا موضوع اصلی تھا اب تحریر
وہ بست تحریر کے دو حروف اخیر دو مسلمه دیگر کے متعلق باقی ہیں اُن کی نسبت بھی سرسری دو چار ہاتھ
لیجئے کہ شکایت نہ رہے۔

قولہ مسلمه فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگن۔

الجواب

اقول ضرب ۲۱۶ : کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فرضوں کے بعد عاکیلے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں
کیسی نہ ہونا ثابت نہیں دعا کیلے ہاتھ اٹھانا بے حدیث صحیح بدعت مگر خدا پر حکم لگائی دینے کو صرف یہرے نبافی
ادعا کی حاجت ضروری نہیں (بے شرم شرم ہم بدار) (بے شرم نجدی ! کچھ شرم کر)

ضرب ۲۱۷ : کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے عزش کا مکان الٰہ ہونا ثابت نہیں، اپنے
رب کے حضور الجما کے لئے ہاتھ پھیلانے کو حدیث صحیح کی ضرورت، مگر اللہ عزوجل کو گالی دینے اس کی
مخلوقات سے مشاہدہ بنادیتے کو فقط تیری بد لکام زبان جنت ضروری
مکنی خود را مکان در قرآنار
(اپنا مکان مت بناؤں کی گہرائی میں۔ ت)



ضرب ۲۱۸: کسی صحیح حدیث قولی و فعلی و تقریری سے فضوں کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ثابت نہیں، پھر تم لوگ کس منزے منج کرتے ہو، کیا منج کی شرعاً تحریے اپنے لگھ کی ہے یا جائز کیلئے حاجت دلیل ہے ممانعت دلیل سے مستغفی ہے۔

ضرب ۲۱۹: اگر صحیح سے مقابل حسن مراد تو ہرگز جنت اس میں منحصر نہیں، صحیح لذاتہ و صحیح بغیرہ و حسن لذاتہ و حسن بغیرہ سب جنت اور خود بہت الحکایتیں، اور اگر حسن کو بھی شامل تو انکار صرف بنظر خصوص محل ہے یا بعضی عدم ثبوت مطلق شافعی قطعاً باطل، بکثرت صحیح و مقدم احادیث قولی فعلی و تقریری سے نماز کے بعد دعا مانگنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، یونہی ہاتھ اٹھانے دعا کے آداب سے ہوتا بکثرت احادیث صحیح و معبرہ قول و فعلی و تقریری سے ثابت ہے، یہ سب حدیثیں صحاح و مشکوٰۃ و اذکار و حسن حصین وغیرہ میں مروی و مذکور، اور بعد ثبوت اخلاق بے اثبات تخصیص ممانعت خاص قاعدة علم سے دور و مجبور۔

ضرب ۲۲۰: مقام مقام فضائل ہے اور اس میں ضعافت بالاجماع مقبول ہے، دیکھو حضرت علام الہست مظلہ العالی کا رسالہ الہاد الکاف فی حکوم الضعاف " تو مطابق صحت سرا سر جبل و اعتساف۔

قوله مصنعت ابن ابی شعبہ کی حدیث جو بطرقی اسود عامری بعض اہل بریلی کے فتوے میں منقول ہے
وہ بالاتفاق محدثین ضعیف و پایۂ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اسود عامری مجہول العین والحال ہے۔
اقول ضرب ۲۲۱: ادعائے اتفاق محض کذب و اخلاق، مجہول العین بہت ائمۃ محققین کے تزدیک مقبول ہے اور مجہول الحال میں بھی بعض اکابر کا ذہب قبول ہے، امام نووی مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں،

مجہول کی کئی اقسام میں، مجہول العدالت ظاہر اور باطن، مجہول العدالت باطنًا موح وجوہ العدالت ظاہر ای مستور یہ اور مجہول العین صرف پہلی قسم کو مجہول دلیل نہیں بنائے یہ کن آخری دو قسموں کو محققین میں سے کثیر نے دلیل بنایا ہے۔ (ت)	السیح رسول اقسام مجہول العدالت ظاہر ا د باطنها و مجہولها باطنًا موح وجودها ظاہر ا و هو المستور و المجهول العین فاما الاول فالجهل بور على انه لا يحتج به و اما الاخوان فاحتاج بهما كثيروت من المحققين لی
---	--

(زیادہ تفصیل در کار ہو تو حضرت عالم اہلسنت مظلہ العالی کی کتاب مستطاب منیر العین فی حکم تقبیل الابهاء مین افادہ دوم صدر کتاب و فائدہ چہارم آخر کتاب کے مطالعے سے مشرف ہو)
ضرب ۲۲ : اسود کی نسبت میزان الاعتدال میں صرف اس قدر ہے،

ماردی عنہ سوی ولدہ دلهم لہ اسکے بیٹے دلهم کے بغیر اس سے کسی نے روایت
 نہیں کی اور محمدیین کے ہاں اس کی ایک
 حدیث واحد یہ حدیث ہے۔ (ت)

اس سے فقط جہالتِ عین ظاہر ہوتی ہے وہ جہالتِ حالی کو مستلزم نہیں کہ محبوں العین بہت محققین کے نزدیک مقبول اور محبوں الحال محرر وح، تو جہالتِ حال کا حکم آپ کی اپنی جہالت ہے یا انہر معتقدین سے روایت علی الشافی شہوت دیجئے علی الاول آپ کیا اور آپ کی جہالت کیا، آپ کا علم تو جمل ہے جمل کیا ہوگا، آپ اللہ عزوجل ہی کو نہیں جانتے ہیں کہ اس کے لئے مکان مانتے ہیں۔

ضرب ۲۳ : ذہبی نے بھی یہ قول اپنی طرف سے لکھا اور ان کی نقی نقی اکر کے مثل نہیں ہو سکتی، اب ہمیں دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں اسود کے لئے ایک حدیث ہے، میں کہتا ہوں ان کی ایک حدیث قریبی ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی، دوسری حدیث اُن سے سنن ابی داؤد میں ہے جس میں وفادت لعیط بن عامر کا ذکر فرمایا کہ حدیث کے دولغظ مختصر بطریق عبد الرحمن بن عیاش سمعی عن دلهم بن الاصود عن ابیه عن عمه ذکر کئے اور تمام و کمال ایک ورق طویل میں متضمن بیانات علم غیب و حشر و نفر و حوض کوڑ وغیرہ باطنی مذکور عبد اللہ ابن الدام کے زوائد مسند میں ہے۔

ضرب ۲۴ : حدیث صاحب! آپ نے حافظ الشان کا قول منع بھی دیکھا وہ تصریح فرماتے ہیں کہ اسود عامری مقبول ہیں جاہل محبوں اگر جمل سے محذور تو زبان کھولنی کیا ضرور۔

ضرب ۲۵ : حافظ الشان سے سوا وجہ اجل و اعظم لیجے امام اجل ابو داؤد نے سنن میں حدیث مذکور اسود عامری روایت کی اور اس پر اصلًا بحر نہ فرمائی تو حسب تصریحات ائمہ حدیث صحیح یا حسن یا لا اقل صالح تو ہوئی خود امام مددوح اپنے رسالہ کیمیہ میں فرماتے ہیں:

مالوا ذکرہ فیہ شیشًا فہو صالح و جس میں کوئی علت نہ بیان کروں تو وہ حدیث

بعضہ اصح من بعض^{۱۵}

درست ہوگی اور ان میں بعض سے بعض اسح

ہوئی گی۔ (ت)

اب اپنی جہالت کبھی دیکھ کر ائمہ کرام تو اسود کو مقبول اور ان کی حدیث کو صالح فرمائیں اور تجو

جیسا بے تمیز ہے اور اک پایہ اعتبار سے ساقط بتائے۔

ضرب ۲۲۶ : بالفرض اگر آپ کی جہالت مان بھی لیں اور بغرض غلط یہ بھی تسلیم کر لیں کہ محبوں المال بالاتفاق نا مقبول۔ پھر بھی بالاتفاق پایہ اعتبار سے ساقط بتانا مردود و مخذول۔ حدث مسکین بھی احتجاج و اعتبار ہی کافر ق شہیں جانتے اور چلے حدیثوں پر جرح کرنے۔ حدث صاحبِ انجمن اگر ساقط ہے تو پایہ احتجاج سے نہ کہ پایہ اعتبار سے، دیکھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الہادیۃ الکاف، اور یہاں پایہ اعتبار سک ہونا کافی و وافی ہے بل خلاف۔

ضرب ۲۲۷ : یہ سب کلام اس تسلیم پر ہے کہ اسود مذکور فی المیزان ہوں مگر حاشا اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت، بلکہ دلیل اس کے خلاف کی طرف ناظر کہ ان اسود کے باپ صحابی نہیں مجنول ہیں کما نص علیہ الحافظ (جیسا کہ حافظ نے اس پر نص کی ہے۔ ت) اور اس اسود کے باپ صحابی کما ذکر فی نفس الحدیث صدیق معاشر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفجر (جیسا کہ اسی حدیث میں ذکر ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فجر کی نماز ٹھی۔ ت)

قولہ اور ابن السنی کے علی الیوم واللیلہ کی حدیث جو برداشت اس فتویٰ مذکور میں منقول ہے
 موضوع ہے کیونکہ اس میں عیسیے راوی کذاب ہے۔ یہ دونوں حدیثیں میزان الاعتدال کے اخیر میں موجود ہیں۔

اقول ضرب ۲۲۸ : عیسیے تو کذاب نہیں مگر تم ضرور کذاب ہو اس کی سند میں عیسیے کوئی راوی ہی نہیں ہے

ولے از مفتری نتوان برآمد کراواز خود سخن می آفرینشہ
(افڑا پر داز سے چھکارا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خوب بات بنالیتا ہے)

ضرب ۲۲۹ : حکم باوضع بے دلیل و مردود ہے۔

ضرب ۲۳۰ : میزان الاعتدال میں ان احادیث کا ذکر نہیں، کیا بلا وجوہ جو بھی جھوٹ کی عادت ہے اور

فاصبر کیا موقع پر ہے۔

قولہ مسلمہ غیر مقلدوں کے تجھے نماز نہ پڑھنا الجواب جو شخص کسی مسلمان کو بلا ثبوت شرعی

فاست یا مبدع یا کافر کے خود اسی کا مصدقہ ہے۔

اقول ضرب ۲۳۱ : بھولا کسی مسلمان کو بلا ثبوت برآ کنایہ جرم ہوا اور جو ناپاک بیباک اپنی گراہی

کی تریک میں مسلمانوں کے رب کے لئے نہ صرف بلا ثبوت بلکہ قطعاً برخلافِ ثبوت شرعی مکان بتائے

ا سے اس کی مخلوقِ محاج کے مانند بنائے وہ مردود کس لفظ کا مصدقہ ہے اسے کس سزا کا استحقاق ہے۔

ضرب ۲۳۲ : اپنے پر مفغان استعمل دہلوی علیہ مالیہ کی خوب بخربی وہ اور اُس کی تمام ذریت اہل توہب

و نجدیت اسی مرضِ مہدک میں گرفتار ہیں کہ مسلمانوں کو بلا ثبوت شرعی محض زور زبان و زور بستان

مشترک پڑھنی بنائے کو تیار ہیں قاتلہم اللہ افی یوفکون (اللہ اصحاب مارے کہاں اوندھے جاتے

ہیں۔ ت) مردک نے خود ہی شرک کی تعریف کی کہ جو باتیں خدا نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کی ہیں وہ دوسرے

کے لئے بجا لانا اور پھر شرک کی مشاہد میں گناہ دیا، کسی کی قبر پر شایزاد کھڑا کرنا، کسی کی قبر کو مورچھل

جندا، الحمد للہ کہ تم جیسے سپوتوں نے اس مردک کے خود مشترک ہونے کا اقرار کر دیا۔

ضرب ۲۳۳ : یونہی تم نئی پود والے جن پرانوں سیاہوں کے گروگے ہو یعنی یہی دہلوی اور اُس کے

اذناب غوی تم سب کا مسلک ناپاک ہے کہ تقليید ائمہ کو بلا ثبوت شرعی شرک اور مقلدین کو مشترک کہتے ہوں

الحمد للہ کہ تم خود اپنے منہ آپ مشترک بننے کے کرد کہ نیافت۔

ضرب ۲۳۴ : تمہارے طائفہ غیر مقلدین کا فاسقِ مبدعین ہونا بے ثبوت شرعی نہیں بلکہ علمائے

عرب و عجم بکثرتِ دلائل قاہرہ سے ثابت فرمائے سینہ زوری سے نہ بار و تو اس کا کیا علاج۔

ضرب ۲۳۵ : جناب شیع مجده والفت ثانی رسالہ مبدع و معادیں فرماتے ہیں،

مدت تک یہ ارز و رہی کہ حنفی مذہب میں قرات

وجیہ در مذہب حنفی تادر خلف امام قرامت

خلف الامام کی کوئی صورت بن جائے تاہم

غیر اختیاری طور پر مذہب کی رعایت میں امام کی

فاتحہ خودہ آید اما بواسطہ رعایت مذہب اختیار

ترک قرارت میکرد و ایں ترک را از قبل ریاضت مجاهد
می شمرد، آخر الامر بسجاذ تعالیے برکت رعایت
ذہب کو نقل از مدہب الحادست، حقیقت
ذہب حنفی در ترک قرارت ماموم ظاہر ساخت
و قرارت حکی از قرارت حقیقت در نظر بصیرت
زیبار تنود لیه

اقدم امیں قرارت نہ کی، اس ترک قرارت کو
تکلف محسوس کرتا رہا، بالآخر مدہب کی رعایت
کی برکت سے مقداری کے لئے ترک قرارت کی حقیقت
ظاہر ہو گئی، جبکہ اپنے ذہب سے دمرے ذہب
میں متعلق ہونا الحاد ہے، چنانچہ حقیقی قرارت
سے عکسی قرارت نظر بصیرت میں خوب تر معلوم
ہوتی۔ (ت)

یہاں حضرت محمدؐ غیر مقلدوں کو صاف طحہ فرمائے ہیں، آپ کے نزدیک یہ فرمان مطابق
ثبوت شرعی ہے جب تو آپ اور آپ کے سارے طائفے کو الحاد و بے دینی کا خلعت بدارک، پھر آپ
فاسق و بدمعکوس کہنے پر کیوں بگڑیں۔ ہاں شاید یوں بگڑے ہو کہ مرتبہ گھادیا مخدوزندیتی سے زاف اسق بندیع
رکھا، اور اگر یہ فرمان بے ثبوت شرعی ہے تو آپ کے طور پر حضرت شیخ مجدد معاذ اللہ طحہ قرار پائیں گے، جلد
بناوگہ دونوں شقوقوں سے کون سی شیخ تھیں پسند ہے ہنوز بس نہیں، جب جناب شیخ ایسے ٹھہری کے
تو شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب کہاں بھی گے کیا ان کے مرید ان کے معتقد ہیں اُنھیں اکابر
اویساے جانتے ہیں، اور جو کسی طحہ کو مسلم کے خود طحہ ہے نہ کہ امام اسلام و ولی والامقام کہنے والا، اور
ابھی اسہا کہاں، جب یہ سب حضرات ایسے ہوئے تو وہا بیسہ مخدوزین کا شیخ مقتول اسمیل مخدوزل علیہ
ماعلیہ کدھر بھاگے گا، یہ تینوں کا ماح تینوں کا غلام تینوں کو ولی کہے تینوں کو امام، تو یہ خود طحہ در طحہ
طحدوں کا طحہ ہوا، اور اب تم کہاں جاتے ہو تم اس ایک کے ولیے ہی ہو جیسا وہ ان تین کا تو دیگر
الحاد کی پھیل کھڑجن الحادی بوتل کی نیچے کی پٹخت تم ہوئے، اب کہو کون سی شیخ پسند رہی، ہر شیخ پر الحاد
کی آفت تھمارے ہی مانچے گئی۔

قولہ انہی دین و مسلمانان قرون شلشہ سب غیر مقلد تھے۔

اقول قرب ۳۶۴: بعض جھوٹ ہے، تابعین و تبع تابعین میں تو نکھو کھا مقلدین تھے ہی،
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیے عنہم میں بھی ہزاروی حضرات خصوصاً اعراب و اکثر طلاقہ مقلد تھے۔
قرون شلشہ کے کروڑوں مسلمانوں میں ہر شخص کو مجتهد جانا آپ ہی جیسے فاضل اجمل کا کام ہے، ایمان

لہ مبدہ و معاد مجدد الفت شانی

سے کہنا قرونِ شلث میں کبھی کسی کا کسی عالم سے سُلک پوچھنا اور وہ جو فرمائے اس پر عمل کرنا ہوا یا نہیں، بیشک ہوا اور ہر قرن میں ہوا اور شب و روز ہوتا رہا، اور تقلیدِ کس چیز کا نام ہے۔ اگر کبھی خواب میں بھی کتبِ حدیث کی ہوا لگی ہو تو معلوم ہوتا کہ عوام و علماء کا یہ استفتا و افاضہ صرف زمانہ صحا پر بلکہ زمانہ رسالت سے ہمیشہ راجح رہا۔

ضرب ۲۳۷ : اہل زمانہ غیر مقلدین کے بارے میں سوال کریں کہ اُن کے چیخے نماز کیسی ہے؟ علمائے سنت جواب فرمائیں کہ ممنوع و مکروہ ہے۔ اس سوال وجواب کو اللہ مجتہدین پر حمل کرنا جمالت نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ حرما مزدگی ہے غیر مقلد اس طالقہ تالقہ ضال حالقہ کا نام ہے جو تقلیدِ شیطانِ عیسیٰ تقلیدِ ائمہ دین سے انکار رکھتا ہے، مقدین ائمہ کو مشرک کہتا ہے، اپنے ہر خدا شخص کو بنے اتباع ارشاداتِ اللہ اپنی عقلِ ناقص پر چلنے کا حکم دیتا ہے، ناموں کے معانی لغوی لے کر غیر مسمی پر حمل کرنا کیسی حاریت کبڑی ہے، یہ وہی مثل ہوئی کہ قاذورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں پانی کا قرار ہے تو تمہارا پیٹ بھی قارورہ ہوا کہ اس میں بھی پانی کا قرار ہوتا ہے۔ جو جبر کو جو جبر کیوں کہتے ہیں اس لئے کہ وہ تجوہ جو یعنی حرکت کرتا ہے تو تمہاری دارجی بھی جو جبر ہوئی کہ اُسے بھی جتنیش ہوتی ہے۔

ضرب ۲۳۸ : اگر بفرض باطل لفظ غیر معتدلين "ائمه مجتہدین" کو بھی شامل مانیے تو لفظ کے مصدق جب دو قسم ہوں، ایک محمود، دوسرا مذموم، اور محمود زمانہ سلف میں تھے اب تہامہ موم باقی ہیں تو اب حکمِ مذمت میں قید و تخصیص کی ضرورت نہیں ہر عاقل کے نزدیک حکمِ انھیں موجودیں کئے ہو گا اسے عام سمجھنے والا یا مکابر رکش ہے یا مسلکین بارکش، مثلاً ہر مسلمان کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اس پر شخص جو اعتراض کرے کہ زمانہ موسویٰ کے یہود، عصرِ عیسیٰ کے نصاریٰ کہ دینِ حق پر قائم تھے مومنین تھے تم نے سب کو کافر کہا دیا تو یہ معتبر حکم انھیں دو حال سے خالی نہیں یا حرامزادہ شری ہے یا نہ مسلکین۔

قولہ تعلید ایک امر مستحدث ہے اور جو حقی صدی میں ایجاد ہوتی۔

اقول ضرب ۲۳۹ : سخت جھوٹے ہو بلکہ تعلید واجب شرعاً ہے، قرآن و حدیث نے لازم کی زمانہ رسالت سے راجح ہوتی، قال اللہ تعالیٰ :

فاسْلُوا اهْلَ الذِّكْرَ لَنْ تَعْلَمُوْنَ لِيْهُ اهْلُ ذِكْرٍ کَمْ خَوْدُنَّهُنَّ جَانْتَهُنَّ۔ (ت)
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

الاسألوا اذ لم يعلموا فانما شفار
الخنو نے خود ز جانتے پر پوچھا کیوں نہیں کیونکہ عاجز
الی السؤال یہ
کا علاج پوچھنا ہے دست

ہاں تمہارے طائفہ مگرہ کی غیر مقلدی بہت فوپی احمدت ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے بارہویں صدی میں نکالی،
دیکھو سڑا علمائے مکمل عظیم شیعہ العلما حضرت سید احمد زین قدس سرہ کا رسالہ الدر الرسیلہ فـ
الرس دعی الوهابیہ۔

ضرب ۲۳۰ : ہم اہلسنت کو ان گمراہوں سے نزاع اور لگانے کے لئے اس کے حام
نکھرانے، ثالثاً بے یاقت اجتہاد اس کا ترک جائز باتانے میں ہے، یہ چاکر عیار تنون کو چھوڑ کر تقیید شخصی میں
اُنجھنے لگتے ہیں یہ ان مختاروں کا قدیم طریقہ جان بچانے کا ہے، یہ نئی پرواز کے پٹھے بھی یہی چال پلے چھپر بھی
چوچھی صدی جھوٹ بنالی، ان کے شیخ مقتول معمول مخذول کے دادا اور دادا استاد اور پردا دادا پیر شاہ ولی اللہ
صاحب رسالہ "انصاف" میں انصاف کر گئے کہ،

بعد المائتین ظہر بینہم المذهب للجہتیین
یعنی دو صدی کے بعد خاص ایک مجتہد کے مذهب
باعیانہم و قل من کان لا یعتمد على مذهب
کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کہ کمہی کوئی
مجتہد بعدہ وکان هذا ہووا الواجب فـ
شخص تھا جو ایک امام معین پر اعتماد نہ کرتا ہو اور
ذلک النہ مان یہ
یہی واجب تھا اس زمانے میں۔

**قولہ اور جوابات امور دین میں بعد قرون ثلاثہ کے ایجاد ہوئی بالاتفاق بدعت ہے وکل بدعة
ضلالۃ۔**

اقول ضرب ۲۳۱ : حصیٰ تمہاری غیر مقلدی کہ تین چھوٹے بارہویں قرن میں قرن الشیطان کے
پیٹ سے نکلی۔

ضرب ۲۳۲ : شیر کے بیٹیں ذکر انے والا بیل اپنی موت اپنے منہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے
مکان ثابت کرنا بتا تو دے کہ قرون ثلاثہ میں کس نے ماٹا، تو تیرا قول بدتر از بول تیرے ہی منہ سے بدعت
ضلالات و فی النار اور قویہ عتی مگر اہستجی نار ہے۔

ضرب ۲۳۳ : اللہ عزوجل کے احاطہ ذاتیہ کا انکار قرون ثلاثہ میں کس نے کیا، یہ بھی تیری بدعت

ضلالت ہے۔

ضرب ۲۴۳ : صفات الہیہ میں صرف علم کو محیط ماننا جس سے اُس کی قدرت، اُس کے سمع، اُس کی بصر، اُس کی مالکیت، اُس کی خالقیت کے احاطے کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ قرونِ ثلثہ میں کون اس کا قائل تھا، یہ بھی تیری گراہی و بد مذہبی ہے۔

ضرب ۲۴۵ : استوار کے دو ہمین معنے کہنا اور ان کے سوا چوتھے کو بعدت بتانا قرونِ ثلثہ میں کس کا قول تھا، یہ بھی تیری ضلالت و بد دینی ہے۔

ضرب ۲۴۶ : فضائل اعمال کے ثبوت کو حدیث صحیح میں مختصر کر دینا قرونِ ثلثہ میں کس کا مذہب تھا، یہ بھی تیری بعدت جارت و بد زبانی ہے۔

ضرب ۲۴۷ : بعدت کے یہ معنے لینا کہ جو بات امورِ دین میں بعد قرونِ ثلثہ کے حادث ہوئی اور اُسے بالاتفاق بعدت ضلالت کہنا امتِ مرحوم پر افترا ہے، اس کی تحقیقی علامہ اہلسنت اپنی تصانیف کثیرہ میں فرمائے چکے، وہ بحث سمجھتے تو ذریعہ طویل ہو، اور پھر مخاطب ناقص العقل کی قابل خطاب، مگر مدعاً اپنے اس دعویٰ اطلاق پر امت کا اتفاق مسند محمد سے دکھائے ورنہ اپنی جمالت و ضلالت کا آپ سر کھائے۔

قولہ مفتی بریلی چو قتلید کو امر دینی سمجھتا ہے لیعنی مبتدع ہوا اور اُس کے فتوے کے مطابق اس کے پیچھے نماز پڑھنا کروہ کر کی ہوا کہا ہو ظاہر افسوس کہ اس نادان دوست نے اپنے امر رحمہم اللہ تعالیٰ کے پیچھے بھی نماز پڑھنے کو ناجائز کر دیا ہے

شادم کہ از رقبیاں دامن کشاں گزشتی	مجھے خوشی ہے کہ تم رقبوں سے دامن بچا کر گزرنے
گومشت خاک ماہم بر باد رفتہ باشد	اگرچہ میری مشت خاک بھی بر باد ہو گئی
— نعوذ بالله من هفوته۔ (ت)	

اقول ضرب ۲۴۹ : ۷

چوں خند اخواہ کہ پر دہ کس درد	میلش اندر طعنہ پا کاں زند
(جیب اللہ تعالیٰ کسی کا پر دہ چاک کرنا چاہتا ہے تو پاک دگوں پر طعنہ میں امتحنول کر دیتا ہے۔ ت)	
مسلانوں نے دیکھ دیا کہ لفظ مبتدع کے سنتی معاذ اللہ علامے اہلسنت ہیں یا یہ بد دین گراہ کہ اللہ کو مکانی ماننا	

جسمانی جانتا اس کی قدرت و سمع و بصر و خالقیت و مالکیت وغیرہ کو محیط نہیں سمجھتا امّہ دین سے باقرار خود رقابت رکھتا ہے عیاذ بالله علی مبتدع ہیں یا اس وہابیہ کے نئے پٹھے کا پرانا گروگھنڈا شیعہ مقتول سہیل مخدول جس کے کفریات میں رسالہ مبارکہ الکوکبۃ الشہابیۃ علی کفریات ابی الوہابیۃ تصنیف ہوا اور علمائے عرب و یمن نے اس کے ضلال بلکہ علمائے حرمین طیبین نے اس کے کفر پر فتویٰ دیا یہاں اسے یہ دکھانا ہے کہ جب تقلید کو امر دینی سمجھنے والا معاذ اللہ مبتدع ہوا تو اب شاہ ولی اللہ کی بجزی کئے ہوئے مطلقاً تقلید بلکہ دو صدی کے بعد خاص تقدیم شخصی کو واجب کئے ہیں جس کی عبارت ابھی گزری۔

ضرب ۲۵۰ : اور جناب مجددیت مائب کی نسبت یا حکم ہو گا جو تقلید نہ مطلقاً تقلید بلکہ خاص تقدیم شخصی کو ایسا سخت ضروری و ممکن ترا مر عظیم دینی مانتے ہیں کہ اس کے ترک کو الحادو بے دینی جانتے ہیں، عمارت اور پرگزرنی۔ اور سننے کر فہی صحیح و مستقیم حدیثوں کو فقیہ روایت کے مقابل نہیں سننے اور روایت بھی کسی کو خود مختلف آئی اور اختلاف بھی کیسا کہ اپنے ہی امّہ کا فتویٰ تک مختلف امام محمد کی کتاب میں خود اس کے خلاف اور حدیثوں کے مطابق اپنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذہب مذکور کہ التحیات میں اشارہ کیا جائے، اور اس پر بھی امّہ فتویٰ نے فتویٰ دیا بلکہ صرف اس بنابر کیہ روایت ہمارے امام سے مشہور نہیں احادیث پر عمل کرنا جائز نہیں بتاتے، اس سے پڑھ کر تقلید اور وہ بھی خاص شخصی کو دینی ضروری سمجھنا اور کیا ہو سکتا ہے۔ مکتوبات جلد اول مکتبہ ۳۱۲ میں فرماتے ہیں :

مخدو ما احادیث نبوی علی مصدرہ با الصلة و الاسلام اے ہمارے مخدوم! الشہید میں شہادت کی
انگلی سے اشارہ کی کثیر احادیث وارو ہیں اور
بعض حقیقی حضرات کی اس بارے میں روایات فقیہ بھی
آئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو
فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اشارة فرماتے تھے اور ہم وہ کریں گے جو بنی پاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر انہوں
نے فرمایا میر اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہی قول ہے، تو یہ نادر روایات میں سے ہے،
تو ہم مقلد لوگوں کو براہ راست حدیث پر عمل نہیں
کرنا چاہتے کہ اشارہ کرنے کی جرأت کریں،
وربایہ جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ
اندو بعضاً از روایات فقیہہ حنفیہ نیز دریں
باب آمده و انجکہ امام محمد گفتہ کان س رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیشیر و نصنه
کہا ی صنع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
شم قال هذا قول و
قول اب حنیفہ س رضی اللہ تعالیٰ
عنہما از روایات فوادرست
ما معتد ان رانی رسد کہ ی مقضیا
احادیث عمل نموده جرأت در اشارت نمایم

اگر کہا جائے کہ حنفی عدلانے اشارہ کے جواز پر
فتاویٰ دادہ اندگویم ترجیح عدم جواز راست احمد
ملتفطاً لے فتویٰ دیا ہے تو میں کہوں گا کہ ترجیح عدم جواز کو ہے ام
ملتفطاً (ت)

اب بنت عبد العزیز صاحب بھی یاد رکھتے کہ ان کی شان میں کوئی کلمہ کہا اور ساختہ لے
شاہ ولی اللہ شاہ عبد العزیز صاحب بھی گئے اور بلاپس ہوتینوں کو جانے دو وہ سب میں چیزیں اسماعیل
جو گئے اور ان کے صدقے میں کوئی نہیں، اور تمہارے سب طلاقے والے جنم بدرست و ضلالت کے قعر میں
بنتے، افسوس کر اس نامہ دہاتھی نے اپنی ہی فوج کا زیان کیا اس کچی پیشی نے اپنے سفرہ و دستارخان
کا نقصان کیا، اسماعیل اور سارے طائفہ مردوں و ذلیل کو بدعتی مگر اہ جنمی مان لیا ان کے یقچے ناز پڑھنے
کو جائز کر دیا ہے

شادم کہ از رقبا دامن کشان گزشتی گو جائے ذکر ماہم آن تنگ دل ندارد
(محبے خوشی ہے کہ تم رقبوں سے امن بچا کر گزر گئے، اگرچہ ہمارے ذکر پر بھی وہ تنگ دل نہیں ہوتے)
نحوہ بالله من هفواته و هنرات اسماعیل
و هناته رب اف اعوذ بالله من
همرات الشیطین و اعوذ بالله من
یحضرؤن ۵ و آخر دعویٰ نسا اف
الحمد لله رب العلمیت
والصلوة والسلام على سیدنا محمد و آله
المرسلین سیدنا محمد و آله
واصحابہ اجمعین، امین!

سب پر، آمین! (ت)

الحمد لله كي يختصر اجتال جواب پانزدهم شهر النور والسرور ما و مبارك ربیع الاول ۱۳۱۸ شمسہ ہجریہ
قد سیدہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کو باوصافت کثرت کار و بحوم اشنال تعلیم و تدریس و مجالس مبارکہ میلاد
سرپا تقدیس وقت فرست کے قلیل جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ قوایع الفہار علی الْجسمۃ الفجار

نام ہوا اس الزام کے ساتھ کو مسئلہ مکان میں صرف اسی شخص کی سند اگر فی ہر ہوئی کتابوں کی عبارتیں پیش کروں گا عدد دفعاتی سو ضرب تک پہنچا اور اس کی مستند کتابوں میں بھی تفسیر این کثیر موجودہ تھی ورنہ ممکن تھا کہ عدد اور بڑھتا یونہی کتاب العلوم مضطرب منهافت اور اس کے علاوہ پاس بھی نہ تھی اور اگر قلم کو اس مخالفت کی اس قدر جا رہ تھا میں مخصوص رہ کیا جانا تو ضربوں کی کثرت لطف دھاتی، پھر بھی ان محدود سطور پر دھاتی سو کیا کم ہیں، وباشہ التوفیق، واللہ سبحانہ و تعالیٰ الہادی انی سواع الطریق وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکرم محمد وآلہ وبارک وسلام، امین!

مشتملہ از شہر مدرسہ اہلسنت وجاعت منظراً سلام مسئول مولوی اکبر حسی خاں رامپوری طالب علم
مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ

کمری خدمت خدامان حضرت میں عارض ہے انگریزوں کے یہاں بدلاں عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو سیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ فضا ہے، اور اختلافِ میں وہ نہار سب حرکت ارض ہے، اور نہ ستاروں کی حرکت ہے، ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو رو کے ہوئے ہے جس طرح مقناطیس۔ امید کوئی قوی دلیل عقلی و نقلي وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

ابجواب

وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے، تمام آسمانی کتابیں اثبات و وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں تو صد ہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتداء میں دھوان ہونا بستہ چیز پھر رب العزت کا اُسے جدا جدا اکرنا پھیلانا، سات پرست بنانا، اس کا چھٹت ہونا، اس کا نہایت مضبوط بنائے مستحکم ہونا، اس کا بے ستون قائم ہونا، اللہ تعالیٰ کا اُسے اور زمین کو چھوڑن میں بنانا، روزِ قیامت اُس کا شئی ہونا، اٹھا کر زمین کے ساتھ ایک بار بگرا دیا جانا، پھر اس کا اور زمین کا دوبارہ پسیا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ ان کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے، نیز قرآن عظیم میں جا بجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہم کو نظر آ رہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں مگر اہ فلاسفیوں کا رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آ سکتے، یہ جو سہیں دکھائی دیتا ہے کہہ بخار ہے۔ ان نصائریوں اور ان یوتانیوں سب بطلانیوں کے زد میں ایک آئیہ کویر کافی ہے کہ:

الا يعلم مبت خلق وهو اللطيف۔ کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک